احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

ستمبر 2013ء

تحریک منہاج القرآن کے زیرِ اہتمام 23 دن سالانہ شہرِ اعتکاف

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے خصوصی روحانی و علمی خطابات

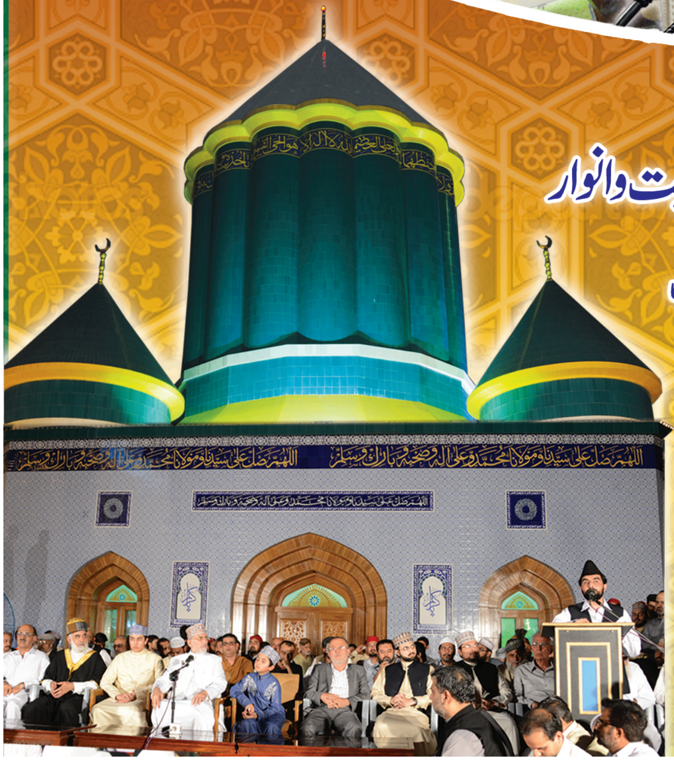

عالمِ اسلام کے منفرد اور بے مثل مرکزِ محبت و انوار گوشۂ درود کی افتتاحی تقریب

حمد باری تعالیٰ جل جلالہ

مرے خدا، کبھی سوکھے نہ میرے نطق کی جھیل
زمینِ تشنہ پہ جاری ہو پانیوں کی سبیل

ازل سے پہلے بھی تُو ہے، ابد کے بعد بھی تُو
تری ہی ذاتِ مکرم ہے ہر کسی کی کفیل

مرے حضورؐ کا ارشاد ہے، خدا ہے ایک
نہ میرے پاس ہے حجت نہ میرے پاس دلیل

ضمیرِ حرفِ دعا میں شفا بھی رکھ مولا!
شعور تیری عبادت کا پھر ہوا ہے علیل

کئی کروڑ ہیں انسان اس کے نرغے میں
سو تیرے حکم کا منکر ہو آج خوار و ذلیل

کہیں سے بھیج دے میرے خدا، ابابیلیں
کہ بڑھ رہے ہیں نئے ابرہہ کے لاکھوں فیل

پگھل رہے ہیں حرارت سے قیدیوں کے دماغ
تُو دے گا وقت کے فرعون کو کہاں تک ڈھیل

قیامِ حشر تلک سانس کس طرح لیں ہم
زمیں پہ رہ گئی باقی جو وہ ہوا ہے قلیل

یہ میرے ہاتھ میں زنجیر عدل کی ہے، مگر
مرے خدا، مرا قاتل بنا ہوا ہے وکیل

ریاضؔ، خود تو وہ میری ہے شاہ رگ سے قریب
خدا کا پہلا وہ گھر دور ہے ہزاروں میل

(ریاض حسین چودھریؒ)

نعت بحضور سرورِ کونین ﷺ

اشکوں سے دل کو دھونے کی مہلت عطا کریں
در پر پڑا رہوں میں، اجازت عطا کریں

مل جائے ایک جَست میں پھر منزلِ رضا
راہِ وفا میں عشق کی سیرت عطا کریں

امت خجستہ حال ہے شدت کی دھوپ ہے
اس کو حضورؐ سایۂ رحمت عطا کریں

ناحق لہو سے تر ہے قبائے وطن حضورؐ
نگہِ کرم، حصارِ حفاظت عطا کریں

یلغار کی نظر ہے بقائے دیار اب
راہِ عمرؓ پہ چلتی قیادت عطا کریں

سارے چراغ بجھ گئے، بے نور ہے وطن
آقاؐ! جہانِ نور کی طلعت عطا کریں

ملت کے نوجوان پریشان ہیں بہت
مولاؐ! انہیں یقین کی قوت عطا کریں

حرص و ہوا کی دوڑ میں شامل نہیں ہوں مَیں
مجھ کو متاعِ فقر و قناعت عطا کریں

اس خاکدانِ جبر میں ہے بے نوا عزیزؔ
اس بے نوا کو نگہِ عنایت عطا کریں

نائب ناظم اعلیٰ ریسرچ محترم شیخ عبدالعزیز دباغ کے پہلے نعتیہ مجموعہ **''مطافِ نعت''** سے انتخاب

معاشرتی امن کے قیام میں حکومتِ وقت کی ناکامی

یوں تو گذشتہ تین صدیوں سے یکے بعد دیگرے قطار اندر قطار مسلم امہ کے المیے سامنے آرہے ہیں مگر حالیہ عشروں میں پیش آنے والے واقعات اس لئے بھی باعث صد افسوس ہیں کہ ان میں خون مسلم خود مسلمانوں کے ہاتھوں ارزاں ہوچکا ہے۔ حوسِ اقتدار کی خاطر خانہ جنگیاں ہماری تاریخ کا تلخ باب ہے مگر بدقسمتی سے یہ ہر دور میں لکھا جاتا رہا ہے۔ عالمی طاقتوں نے طویل منصوبہ بندی اور ساز باز کے ذریعے مسلم امہ کو چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم کرکے اپنے وفادار لوگوں کو ان کی باگ دوڑ تھمادی اور مسلمانوں کی اجتماعی قوت کا شیرازہ بکھیر دیا۔ بدلتے طرز حکمرانی اور ابھرتے عالمی جمہوری منظرنامے میں مسلمانوں نے ایک بار پھر سر اٹھانے کی ہمت کی تو عالمی طاقتوں نے مختلف حیلے بہانوں سے متعدد مسلم ممالک کو پھر آڑے ہاتھوں لیا۔ شومئی قسمت ان عالمی طاقتوں کے ہاتھ مضبوط کرنے میں بعض مسلم ممالک نے بھی ’’شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار‘‘ ہونے کا ثبوت فراہم کیا۔

مسلم دنیا میں وسیع پیمانوں پر نسلی اور مذہبی انتشار کے بیج بوئے گئے اور اب جب ان تعصبات کی فصل پک چکی ہے تو خانہ جنگی کے ذریعے خون ریزی کا تماشا پوری دنیا دیکھ رہی ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق گذشتہ 13 سال میں پاکستان سمیت دیگر مسلم ممالک میں ان عالمی سازشوں کی وجہ سے ہلاکتوں کی تعداد 13 ملین سے تجاوز کرگئی ہے جو جنگ عظیم اول میں مرنے والوں کے برابر ہے۔ ان تیرہ سالہ ہلاکتوں میں مرنے اور مارنے والے سب مسلمان ہیں یعنی اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔

الغرض وطن عزیز اور دنیا بھر کے مسلمان معاشروں میں امن وامان کی صورتِ حال مفقود ہوتی نظر آرہی ہے۔ حالانکہ قرآن وسنت کی جملہ تعلیمات کا نچوڑ اور مقصود انفرادی زندگی سے لے کر قومی اور بین الاقوامی زندگی میں امن اور نفع بخشی کا قیام ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ مسلمان ممالک میں دوسرے مذاہب کے مقابلے میں خانہ جنگیاں اور قتل وغارت گری زیادہ ہے۔ خصوصاً پاکستان کے طول وعرض میں مذہبی انتشار اور قتل وغارت گری کے واقعات میں پریشان کن حد تک تیزی آرہی ہے۔ جنوبی پنجاب اور کراچی میں ہونے والے واقعات ہوں یا شمالی علاقہ جات اور کوئٹہ کے قتل عام کے واقعات یہ سب ہماری قومی شناخت پر ایک دھبہ بن چکے ہیں۔ ان تمام خونی واقعات میں عالمی طاقتیں ایک اہم عامل کے طور پر کردار ضرور ادا کررہی ہیں مگر ہمارے اپنے اندرونی حالات بھی اس کو ایندھن فراہم کرنے میں پیش پیش ہیں۔

سماج یا معاشرہ تب وجود میں آتا ہے جب وہاں زندگی کے کچھ اصول، ضابطے اور اقدار موجود ہوں۔ جہاں معاشرتی اقدار مضبوط اور توانا ہیں وہاں انسانی زندگی زیادہ پرامن اور نفع بخش ہوتی ہے اس کے برعکس جہاں قانون اور اقدار کا احترام نہیں ہوتا وہاں زندگی خطرات اور انتشار کی زد میں رہتی ہے۔ اس لئے انسانی اور حیوانی معاشروں میں محض شکل وصورت کی بنیاد پر نہیں بلکہ اصول وضوابط، نفع بخشی، سماجی امن اور احترام انسانیت کی بنیاد پر فرق کیا جاتا ہے۔

دنیا کا ہر انسانی یا الہامی مذہب سماج کو کچھ نہ کچھ اصول وضوابط دیتا ہے لیکن اسلام کی تعلیمات زیادہ جامع اور

نفع بخش اس لئے ہیں کہ اسلام خالق کائنات کا عطا کردہ ضابطہ حیات ہے۔ اس میں انسانی نفسیات اسکی ضرورتوں اور اس کے دائمی نفع اور نقصان کو پیش نظر رکھتے ہوئے قدرت نے قانون سازی کر رکھی ہے جو تحریری طور پر قرآن و حدیث کی شکل میں موجود ہیں اور عملی طور پر انہیں اسوۂ رسول ﷺ اور صحابہ سمیت اکابرین کی زندگیوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔

وطن عزیز میں بالخصوص اور دنیا کے بیشتر خطوں میں بالعموم سماجی امن کو اس وقت جان لیوا خطرات کا سامنا ہے۔ ان میں سب سے بڑا اور سرفہرست خطرہ زندگی کی بقاء کا مسئلہ ہے، جس کی شکلیں، غربت، بھوک اور بے روزگاری کی صورت میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ جہاں نہ بنیادی ضرورتوں کی فراہمی ہو نہ عدل وانصاف ہو اور نہ قانون کی حکمرانی ہو وہاں بدامنی اور مایوسی کے علاوہ اور کیا ہوسکتا ہے۔ تاریخ کے ہر دور میں امن ہی معاشرتی اقدار کو پروان چڑھانے اور انہیں نفع بخش بنانے میں بنیادی کردار ادا کرتا رہا ہے۔ لوگ اپنی جان بچانے کی خاطر بھوک وافلاس سے تنگ آکر ڈاکے، چوری اور لوٹ مار کی طرف مائل ہورہے ہیں۔ معاشرتی جرائم کی تعداد میں روز بہ روز اضافہ ہورہا ہے جو ہمارے سماجی انتشار کی علامت ہے۔ اس کے تدارک کے لیے بے روزگاری اور مہنگائی پر قابو پانا اور امن وامان فراہم کرنا ریاست کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔ مگر افسوس کہ ہمارے حکمران اس ذمہ داری کی ادائیگی میں کلیتًا ناکام ہوچکے ہیں۔

وطن عزیز پاکستان زخم زخم ہے۔ جہالت، غربت، مہنگائی، دہشت گردی اور کرپشن کے ساتھ لسانیت، صوبائیت، فرقہ واریت، حکمرانوں کی خودغرضی سرطان کی مانند اس مملکت خداداد کو ختم کرنے کے درپے ہے۔ کراچی جیسا اہم صنعتی اور معاشی مرکز سیاسی اور مذہبی دہشتگردی کی زد میں ہے۔ نئی حکومت نے انتخابی وعدوں کے مطابق یہاں امن قائم کرنے اور قتل وغارت گری کو روکنے کے لئے ٹارگٹڈ آپریشن کا آغاز ہوچکا ہے۔ مگر اس کی نگرانی انہی صاحبانِ اقتدار کے سپرد ہے جو گذشتہ کئی سالوں سے اپنی نگرانی میں یہ سب کچھ خود کروا رہے تھے۔ بلوچستان اور KPK میں نئی حکومتیں ابھی ہوم ورک کے مرحلے سے بھی نہیں گزر پائیں۔ عوام توانائی کے بحران اور منہ زور مہنگائی کے ہاتھوں اوندھے منہ گر چکے ہیں۔ مغربی سرحدوں پر افغانستان سے دہشت گردی داخل ہورہی ہے اور مشرقی سرحدوں پر بھارتی غرور اور اسلام دشمنی برداشت کی حدیں پھلانگ رہی ہے۔

ہمارے سماج کی اس شکست وریخت اور انتشار کی ذمہ داری جہاں حکمرانوں پر عائد ہوتی ہے وہاں ہمارے معاشرہ کا ہر فرد برابر کا ذمہ دار ہے۔ افسوس کہ ہم 66 سال بعد بھی قوم نہ بن سکے اور سیاسی وسماجی شعور سے محرومی کی وجہ سے بھیڑ بکریوں کی طرح ہانکے گئے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے سیاسی وسماجی شعور کو بلند کرے اور معاشرے میں ہونے والی انفرادی و اجتماعی زیادتیوں اور ملکی مفادات کی سرعام نیلامی پر خاموشی اختیار کرنے کی بجائے اپنا ایک مضبوط کردار ادا کرے۔

تحریک منہاج القرآن اس بیداریٔ شعور کے پیغام کے ساتھ اپنی منزل انقلاب کی جانب رواں دواں ہے۔ شیخ الاسلام نے ہنگامی بنیادوں پر ایک کروڑ پرعزم، جرأت منداور باشعور افراد کی تیاری کا حکم دیا ہے۔ ہم میں سے ہر شخص کو اس قافلہ عزم ویقین کا حصہ بننے کے لئے لبیک کہنا ہوگا۔ اگر قومی تعمیر کا یہ قدم نہ اٹھایا گیا تو ہم اجتماعی غفلت کے جرم میں محشر کے دن اللہ اور اس کے رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں مجرم ٹھہرائے جائیں گے۔

ڈاکٹر علی اکبر قادری

فہمِ قرآن و حدیث کے لئے فقہ کی ناگزیریت

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا خصوصی خطاب ☆

مرتب: محمد یوسف منہاجین / معاون: محمد طاہر معین

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ.

’’تو ان میں سے ہر ایک گروہ (یا قبیلہ) کی ایک جماعت کیوں نہ نکلے کہ وہ لوگ دین میں تفقہ (یعنی خوب فہم و بصیرت) حاصل کریں۔‘‘ (التوبۃ، ۹:۱۲۲)

بعض لوگوں کو یہ مغالطہ غلط فہمی ہے کہ فقہ عہدِ نبوی ﷺ و عہدِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد میں آنے والوں کی ایجاد ہے اور قرآن و حدیث میں اس کی کوئی اصل نہیں اس لئے یہ بدعت ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ فقہ قرآن و سنت ہی کے احکام میں غور و خوض کرنے اور احتیاط برتنے کا نام ہے۔ یہ قرآن و سنت ہی کے دیگر بے شمار علوم کی شاخوں میں سے ایک شاخ کا نام ہے۔ قرآن و حدیث میں بے شمار نصوص ایسی ہیں جن سے بالواسطہ یا بلاواسطہ فقہ کا ثبوت ملتا ہے۔ قرآن مجید میں مذکورہ آیت سمیت ۲۰ مقامات ایسے ہیں جن میں لفظ ’’فقہ‘‘ استعمال ہوا ہے۔ ارشاد فرمایا:

۱۔ **فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا**

’’پس اس قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ کوئی بات سمجھنے کے قریب ہی نہیں آتے o‘‘ (النساء، ۴:۷۸)

۳۔ **وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ**

’’اور ہم نے ان کے دلوں پر (ان کی اپنی بدنیتی کے باعث) پردے ڈال دیئے ہیں (سو اب ان کے لئے ممکن نہیں) کہ وہ اس (قرآن) کو سمجھ سکیں۔‘‘ (الانعام، ۶:۲۵)

۴۔ **اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ o**

’’دیکھئے ہم کس کس طرح آیتیں بیان کرتے ہیں تاکہ یہ (لوگ) سمجھ سکیں o‘‘ (الانعام، ۶:۶۵)

۵۔ **قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ o**

’’بیشک ہم نے سمجھنے والے لوگوں کے لئے (اپنی قدرت کی) نشانیاں کھول کر بیان کر دی ہیں o‘‘ (الانعام، ۶:۹۸)

اِن پانچ آیات کے علاوہ درج ذیل حوالہ جات کے تحت لفظ ’فقہ‘ پر آیات ملاحظہ کی جاسکتی ہیں:

(۶) الاعراف، ۷: ۱۷۹ (۷) الانفال، ۸: ۶۵
(۸) التوبۃ، ۹: ۸۱ (۹) التوبۃ، ۹: ۸۷
(۱۰) التوبۃ، ۹: ۱۲۷ (۱۱) ہود، ۱۱: ۹۱
(۱۲) بنی اسرائیل، ۱۷: ۴۴، ۴۶
(۱۳) الکہف، ۱۸: ۵۷ (۱۵) الکہف، ۱۸: ۹۳
(۱۶) طہٰ، ۲۰: ۲۷۔ ۲۸ (۱۷) الفتح، ۴۸: ۱۵
(۱۸) الحشر، ۵۹: ۱۳ (۱۹) المنافقون، ۶۳: ۳
(۲۰) المنافقون، ۶۳: ۷

معلوم ہوا کہ ’فقہ‘ کی اصطلاح قطعاً غیر اسلامی

☆ خطاباتِ شیخ الاسلام بعنوان ’’فقہ، اجتہاد اور تقلید‘‘ (اپریل 2007ء، خطاب نمبر He-08---He-12)

یا غیر دینی نہیں بلکہ یہ ایک قرآنی اصطلاح ہے جس سے اسلامی قوانین کی حقیقی روح کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ مذکورہ آیاتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث میں غور وخوض کرنا اور اُن میں فقہ وفہم سے کام لینا اللہ تعالیٰ کی منشاء ہے۔ یہ قرآنی حکم ہے کہ علمِ فقہ کو develop کیا جائے اور ایسے لوگ پیدا ہوں جو دین کی سمجھ، فہم، تدبر اور بصیرت میں گیرائی حاصل کریں۔ اس میدان کے ماہر (Professional) بنیں اور اس میں تخصص (Specialization) کریں تاکہ وہ قرآن و سنت سے احکام کا استخراج (derivation) کرسکیں۔

دراصل 'فقہ' کی حیثیت قرآن وحدیث کے فہم کے لئے ایک لازمی جزو کی ہے۔ جس طرح روزمرّہ کے معاملات میں انسان کو اپنے علمی، معاشی، سیاسی اور معاشرتی مسائل کے حل اور اِن میں ترقی کے لئے ہر معاملے کا 'باریک بینی سے مشاہدہ' کرنا پڑتا ہے۔ اگر وہ اِن پہلوؤں میں غور وخوض سے کام نہیں لے گا تو اسے خسارے کا سامنا کرنا پڑے گا۔ بلا تشبیہ وبلا مثال یہی صورتِ حال قرآن وحدیث میں موجود علوم ومعارف کے خزانوں سے کسی چیز کے استنباط میں بھی نمایاں ہے جسے 'فقہ القرآن والحدیث' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جس طرح دنیاوی حوالے سے ہر میدان میں کامیابی کے لئے کچھ اصول، قواعد وضوابط اور بعض امور پوشیدہ ہوتے ہیں جن کو 'جاننا' ازحد ضروری ہوتا ہے، اسی طرح قرآن وحدیث میں ایسے بے شمار اصول، قواعد اور امور پنہاں ہیں جن کی تہہ تک رسائی حاصل کرنے کے بعد ہی احکام کا استخراج اور مسائل کا حل تلاش کیا جا سکتا ہے، جس کے لئے 'فقہ' کا ہونا ناگزیر ہے۔

''فقہ''، قرآن وسنت کی پیروی کا نام

فقہ کو بدعت قرار دینے والے بعض لوگ یہ بھی ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ قرآن وسنت کو ناکافی سمجھنے کی وجہ سے فقہ کو قرآن و سنت کے نعم البدل کے طور پر اپنایا گیا ہے (استغفراللہ) اور وہ فقہ کو قرآن و سنت کے خلاف ثابت کرنے کے لئے ناحق ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں۔ ہمارے نزدیک ایسا مؤقف اختیار کرنا قرآن وسنت کی تعلیمات سے عدمِ واقفیت پر دلالت کرتا ہے۔ یاد رہے کہ قرآن وسنت ہر علم کی بنیاد ہے اور ''فقہ'' قرآن وسنت ہی کی پیروی کا نام ہے۔ فقہ کے تمام مسائل بنیادی طور پر قرآن وسنت ہی سے ماخوذ ہیں اور فقہاء جتنے بھی مسائل کا استنباط کرتے ہیں ان کی بنیاد قرآن وسنت پر ہی ہوتی ہے بلکہ فقہ میں بیان کردہ احکام دراصل قرآن مجید کی تفسیر اور احادیثِ مبارکہ کی تشریح ہیں۔

اگر اسی زاویۂ نگاہ یعنی ''قرآن و حدیث کے علاوہ کسی اور شئے کی ضرورت نہیں'' کو من وعن مان لیا جائے تو آج سارے عالمِ اسلام میں قرآن مجید اور احادیث پر مشتمل چند کتب کے علاوہ کسی اور علمی موضوع پر کوئی کتاب سرے سے موجود ہی نہ ہوتی۔ قرآن و حدیث صرف علمِ فقہ کے لئے اساس یا اصل نہیں ہیں بلکہ دیگر تمام مذہبی و دنیاوی علوم مثلاً عقائد، ایمان، عبادات، اعمال، سائنسی علوم، سیاسی، معاشی، قانونی اور سماجی علوم کی بھی بنیاد اور اصل ہیں۔ ان علوم میں ترقی بھی قرآنی اساس پر مبنی ہے۔ لہٰذا اس نقطہ ہائے نظر کو ماننے سے دنیائے علم وفن ایک جمود اور تعطل کا شکار ہو جاتی اور کسی سمت میں بھی ترقی نہ ہوتی۔

اگر فقہ کو بدعت قرار دیا جائے تو اس کا مطلب ہے کہ اس مؤقف کی وجہ سے تمام دیگر علوم بھی بدعت قرار پائیں گے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں کوئی تفسیر کی کتاب موجود نہیں تھی اور نہ ہی حدیث کی تشریح پر مشتمل کتب تھیں۔ صحابہ کرام کا زمانہ بھی ایسے ہی گزرا ہے لیکن اب لاکھوں کتب خانے بے شمار دینی و دنیاوی علوم و فنون پر مشتمل کتب سے بھرے پڑے ہیں اور یہ علم کا تسلسل ہے کہ فقہ کے ساتھ ساتھ دیگر علوم وفنون میں بھی ارتقا جاری رہا اور ترقی ہوتی رہی لہٰذا فقہ کو بدعت کہنا خود بدعت ہے۔ یہ گمراہی، جہالت اور ناجائز بات ہے کیونکہ

فقہ کی اصطلاح خود حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں بھی استعمال ہوتی تھی۔ یاد رہے کہ تعلیماتِ قرآن و حدیث کی جامعیت و ہمہ گیریت ہی علم الفقہ کی تدوین و تخصیص کا موجب ہے۔

جامعیتِ قرآن و حدیث کے عملی مظاہر

یہ جامعیتِ قرآن و حدیث کے نہایت وقیع اور عملی نظائر ہی تو ہیں کہ انسان کی نجی زندگی کی فکری و عملی ضروریات سے لے کر اس کی عالمی زندگی تک کے جملہ معاملات پر قرآن وحدیث کی تعلیمات احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ حیاتِ انسانی کا مذہبی و اعتقادی پہلو ہو یا علمی و فکری۔۔۔ اخلاقی و روحانی پہلو ہو یا مادی و جسمانی۔۔۔ عائلی و خاندانی پہلو ہو یا سماجی و معاشرتی۔۔۔ سیاسی و ثقافتی پہلو ہو یا سائنسی و معاشی۔۔۔ حکومت وسلطنت کی تاسیس ہو یا ادارت کی تشکیل۔۔۔ مختلف طبقاتِ انسانی کے نزاعات و معاہدات ہوں یا اقوامِ عالم کے باہمی تعلقات۔۔۔ صنعت و حرفت ہو یا تجارت۔۔۔ الغرض قرآن وحدیث کے احکام وتعلیمات اس قدر جامع ہیں کہ ہر مسئلے میں اِن سے اصولی رہنمائی میسّر آتی ہے۔

قرآن وحدیث وہ عظیم الشان اور رفیع المرتبہ نعمتیں ہیں جن میں انسانی زندگی سے متعلق تمام مسائل اور معاملات کا حل تفصیلی احکامات یا بنیادی اصولوں کی صورت میں موجود ہے۔ قرآن و حدیث اسلام کے ہر حکم کے لئے بنیادی مراجع اور مصادر کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن اِن کے کئی پہلو اور اسالیب ایسے ہیں جن کے فہم و ادراک کے لئے خاص درجہ کی فقاہت کا ہونا ناگزیر ہے کیونکہ اس کے بغیر قرآن و حدیث سے کسی بھی مسئلہ کا استنباط کرنا مشکل ہوتا ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

اسی کے ساتھ ہم اس بات کی بھی وضاحت کرتے چلیں کہ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ قرآن مجید کی صفات میں ”تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ“ [النحل، ۱۶:۸۹] (ہر چیز کا بڑا واضح بیان) اور ”وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ“ [القمر، ۵۴:۱۷] (اور بیشک ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کر دیا ہے) کی بشارت کا ہونا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ قرآن مجید کو ہر شخص براہِ راست سمجھ سکتا ہے۔

اس بارے میں گزارش ہے کہ ایسا معاملہ ہرگز نہیں بلکہ ان آیات کا اطلاق غلط کیا گیا ہے۔ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ بے شک قرآن مجید میں ہر چیز کا بیان موجود ہے لیکن اس بحرِ بے کراں سے کچھ حاصل کرنے کے لئے اس کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے کسی ماہر غوطہ زن کا ہونا ضروری ہے۔

اسی طرح وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ بھی حق ہے لیکن اس کا مستفاد یہ ہے کہ قرآن کو موعظت و نصیحت کے لئے آسان بنایا گیا ہے جیسا کہ آیت کے اگلے الفاظ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ (تو کیا کوئی نصیحت قبول کرنے والا ہے؟) بھی اسی کے مؤید ہیں۔ جو شخص نصیحت حاصل کرنا چاہے تو قرآن اُس کو آسان پیرائے میں اِس سے نوازتا ہے۔ لہٰذا یہ کسی طرح بھی ممکن نہیں اور نہ ہی قرآن کے الفاظ اس کی نشاندہی کر رہے ہیں کہ کوئی بھی شخص اس لامحدود آفاق میں پوشیدہ اسرار و حِکَم اور احکام تک بغیر علم و فقہ کے رسائی حاصل کر لے۔ اگر احکامِ قرآن کے حقیقی منشاء و مراد کو براہِ راست ہر شخص سمجھ سکتا تو پھر حضور ﷺ کے فرائضِ نبوت میں کتاب وحکمت کی تعلیم دینا شامل نہ ہوتا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ. (آل عمران، ۳:۱۶۴)

”(وہ رسول) جوان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔“

حضور ﷺ کے فرائض نبوت میں تھا کہ آپ آیات کو پڑھ کر بیان فرماتے اور کتاب وحکمت کی تعلیم خود اپنی زبانِ اقدس سے دیتے تھے حالانکہ قرآن مجید نے تمام

اطلاع: بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر ماہنامہ منہاج القرآن ماہ اکتوبر 2013ء میں شائع نہیں ہوگا۔ قارئین نوٹ فرمالیں۔ ان شاء اللہ آئندہ اشاعت ماہ نومبر 2013ء میں ہوگی۔ (ادارہ)

انسانوں کو مخاطب کیا ہے۔ یہ کلماتِ قرآن واضح کرتے ہیں کہ قرآن مجید کا ہر مخاطب مضامینِ قرآن کو سمجھنے پر قادر نہیں ہے۔ لہٰذا حضور نبی اکرم ﷺ ان کے سامنے معانی اور احکام کو بیان کرتے ہیں تاکہ قیامت تک آنے والے آپ کے متبعین اور تمام بنی نوع انسان اس قرآن کی معرفت حاصل کرسکیں۔

یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں کہ قرآن حکیم چودہ صدیاں گزرنے کے بعد آج بھی فصاحت و بلاغت کے اسی اعلیٰ درجہ اور شانِ اعجاز کے ساتھ موجود ہے جس کو مخالفین نے بھی تسلیم کیا کیونکہ جب دعویٰ سے کہا گیا:

فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَ ادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ. (البقرة، ۲: ۲۳)

"تو اس جیسی کوئی ایک سورت ہی بنا لاؤ، اور (اس کام کے لئے بیشک) اللہ کے سوا اپنے (سب) حمائتیوں کو بلا لو اگر تم (اپنے شک اور انکار میں) سچے ہو٥"

نزولِ قرآن سے لے کر آج تک کسی عربی النسل یا عجمی اللسان سے اتنا بھی نہ ہوسکا کہ ایک دوسطر لکھ کر پیش کر دے جو فصاحت و بلاغت میں قرآن کا جواب ہوسکے جبکہ قرآن اپنا یہ دعوی آج بھی کر رہا ہے جس سے بلاغتِ قرآن کا معجزہ ہونا بداہۃً ثابت ہے۔ جس طرح اس فصاحت و بلاغت سے معمور قرآن کو حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کو سکھلایا اور اس کی تعلیم دی اسی منہج پر چلتے ہوئے تا قیامت آنے والے آپ کے متبعین اس میں موجود احکام کی علتوں اور حکمتوں کو فقہ کی روشنی میں سمجھتے ہوئے امتِ محمدی ﷺ کو اس کی کماحقہ تعلیم دیتے جائیں گے۔

تعلیماتِ قرآن کا اسلوبِ بیان

براہِ راست قرآن وحدیث سے رہنمائی حاصل کرنے کے لئے بلند درجہ صلاحیت اور قابلیت کا ہونا ضروری ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کے احکام کا بیان کہیں "عبارۃ النص" سے ہوتا ہے اور کہیں "اشارۃ النص" سے۔۔۔ کہیں "دلالۃ النص" سے ہوتا ہے اور کہیں "اقتضاء النص" سے۔۔۔ کہیں اِن کا انداز حقیقت ہے کہیں مجاز۔۔۔ کہیں صریح ہے کہیں کنایہ۔۔۔ کہیں ظاہر ہے کہیں خفی۔۔۔ کہیں مجمل ہے کہیں مفسّر۔۔۔ کہیں مطلق ہے کہیں مقیّد۔۔۔ کہیں عام ہے کہیں خاص۔۔۔ کہیں آیت و حدیث ناسخ ہیں اور کہیں منسوخ۔۔۔ کہیں امر، فرض و وجوب کے لئے آتا ہے کہیں استحباب کے لئے۔۔۔ کہیں نہی حرام و مکروہِ تحریمی کے لئے آتی ہے کہیں فقط خلافِ اولیٰ کے لئے۔۔۔ الغرض قرآن مجید میں تعلیمات مختلف طریقوں اور صورتوں میں موجود ہیں۔ ان میں اصل قوانین (SUBSTANTIVE LAWS) بھی ہیں اور ضابطہ جاتی قوانین (PROCEDURAL LAWS) بھی۔ ان تمام علمی پہلوؤں پر محیط انداز ہائے بیان اور اسالیب کی بدولت، قرآن سے احکام کا استنباط و استخراج عام آدمی کے لئے ممکن نہیں۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ قرآن وحدیث کافی ہیں تو کیا ایسا شخص جس کی زبان بھی عربی نہ ہو اور جو عام سطح کا پڑھا لکھا ہو، کیا وہ قرآن وحدیث سے براہِ راست احکام و قوانین سمجھ سکتا ہے؟ اس کا جواب واضح اور Catagoricly، "نہیں" میں ہے۔

احادیث نبوی ﷺ کا اسلوب بیان

جس طرح وحیِ جلی کی شکل میں قرآن حکیم کے

احکام و معارف سے کماحقہٗ آگاہی حاصل کرنے کے لئے علومِ قرآن کے بسیط سمندر میں غوطہ زن ہونا پڑتا ہے اسی طرح وحیٔ خفی کی شکل میں احادیثِ مبارکہ میں مخفی و پوشیدہ اسرار وحکم تک رسائی کے لئے بھی اَن گنت علوم وفنون کی منازل طے کرنا پڑتی ہیں تب کہیں جا کر انسان حدیث کے گلستان سے پھول چننے کے قابل ہوتا ہے۔ اس مقام و مرتبہ تک پہنچنے کے لئے اسے عربی لغت و ادب سے آشنائی۔۔۔ ناسخ و منسوخ کی پہچان۔۔۔ اختلاف فی الحدیث کا فہم۔۔۔ لفظِ مشترک کا ادراک۔۔۔ حقیقت و مجاز کی سوجھ بوجھ۔۔۔ نصوص میں لفظِ خاص اور عام کا تعین۔۔۔ حکمِ مطلق اور مقید کی نشاندہی۔۔۔ صیغۂ امر اور نہی کے حقیقی اور مجازی معانی میں سے درست معنٰی سے آگہی۔۔۔ اور ان کی بناء پر واجب و مباح یا حرام ومکروہ وغیرہ کا اطلاق۔۔۔ اسالیبِ احکام سے آگاہی اور علل کے استنباط و استخراج۔۔۔ اور ان جیسے بنیادی علوم پر مہارت حاصل ہونا ضروری ہے۔ ان کے بغیر جو بھی وحیٔ جلی اور وحیٔ خفی کو جاننے اور سمجھنے کی سعی کرنے لگا وہ گمراہی وضلالت میں گھومتا رہے گا۔

اللہ رب العزت نے اسی لئے واشگاف الفاظ میں اعلان فرمایا:

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا. (البقرة، ۲:۲۶)

”اللہ ایک ہی بات کے ذریعے بہت سے لوگوں کو گمراہ ٹھہراتا ہے اور بہت سے لوگوں کو ہدایت دیتا ہے۔“

اسی لئے محدّثِ اکبر امام سفیان بن عیینہؒ نے ’حدیث‘ کے متعلق فرمایا:

الحديث مُضلّة إلّا للفقهاء.

”فقہاء کے علاوہ حدیث سب کو گمراہ کرنے والی ہے۔“

امام ابنِ وہبؒ رقمطراز ہیں:

كل صاحب حديث ليس له إمام في الفقه فهو ضال، ولو لا أن الله أنقذنا بمالك والليث وهما فقيهان، لضللنا.

(ابن ابی زيد القيروانی، الجامع: ۱۱۷)

”جمیع محدّثین میں سے جس کسی کو بھی کسی فقیہ کے پاس حاضر ہونا نصیب نہ ہوا وہ گمراہ ہے، اگر اللہ تعالیٰ فقیہانِ امت امام مالک اور لیث کے ذریعے ہماری رہنمائی نہ فرماتا تو ہم گمراہ ہو چکے ہوتے۔“

جامعیت قرآن و حدیث کے بعد اب آیئے علم الفقہ کی بتدریج ترقی اور تدوین کے اسباب وحالات کی مختصر تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں۔

بدلتے حالات کی ضرورت

قرآن وسنت کے احکام دو قسم کے ہیں:

۱۔ غیر متبدل احکام: قرآن وسنت کے پہلی قسم کے احکام غیر متبدل ہیں جو قطعی طور پر صادر فرمائے گئے ہیں۔ ان میں کوئی تبدیلی نہیں آ سکتی اور نہ ہی زمانے اور معاشرے میں ہونے والی تبدیلیاں ان پر اثر انداز ہوسکتی ہیں۔

۲۔ متبدل احکام: دوسری قسم کے احکام متبدل ہیں جن کے بارے میں قرآن وسنت میں صرف بنیادی اصول دیئے گئے ہیں۔ ان اصولوں کے مطابق شریعت میں قیاس واجتہاد کی گنجائش موجود ہے جن کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے زمانہ کے تقاضے اور معاشرتی تبدیلیوں کے تحت احکام وضع کئے جا سکتے ہیں۔

بدلتے ہوئے حالات کے پیشِ نظر نئی قانون سازی کی ضرورت ہوتی ہے، تاکہ بدلتے ہوئے حالات اور احکام میں ہم آہنگی اور یکسانیت پیدا ہو سکے۔ تاہم اسلام کے بنیادی اور اساسی اصول ہمیشہ یکساں رہیں گے کیونکہ وہ غیر متبدل ہیں یعنی قرآن وسنت ہی بنیادی مآخذ و مصادرِ احکام ہوں گے اور ہر مسئلہ کے حل کے لئے رہنمائی انہی سے لی جائے گی لیکن جدید مسائل کے حل کے لئے بعض احکام میں اجتہاد کی ضرورت رہے گی۔

قرآن و حدیث میں بعض احکام کو قطعیت کے ساتھ تفصیلاً اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ انسانی عقل

کی رسائی وہاں تک نہیں۔ ان قطعی احکام میں عقائد یعنی توحید و رسالت، آخرت اور دیگر ایمانیات شامل ہیں۔ ان کے علاوہ فرائض، عبادات اور وراثت کے مسائل بھی اسی ضمن میں آتے ہیں۔

جن احکامات کے لئے قرآن و حدیث نے صرف بنیادی اصول وتصورات دیئے ہیں۔ ان میں سیاسی، معاشرتی، سماجی اور خرید وفروخت کے معاملات و معاہدات وغیرہ شامل ہیں۔ ان اصولوں کی حالات و واقعات کے مطابق وضاحت کرنا اور قانون سازی کے ذریعے ایک نظام کے طور پر تفصیلات تشکیل دینا فقہاء و مجتہدین کی ذمہ داری ہے جو علم الفقہ میں متخصص ہوتے ہیں۔

بطور فن ''علم الفقہ'' کی تدوین و تعیین

اسلام کے ابتدائی دور میں قرآن و حدیث فہمی کے لئے علوم وفنون کو باقاعدہ مدون نہ کیا گیا تھا۔ قرآن مجید اور احادیث ہی پڑھے اور پڑھائے جاتے تھے اور زیادہ تر انحصار حافظہ پر کیا جاتا تھا لیکن جیسے جیسے قرآن مجید مکمل ہوتا گیا اور احادیث کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا تو قرآن و سنت کی صورت میں علم کا بہت بڑا ذخیرہ جمع ہونا شروع ہوگیا۔ اسلام کا پیغام چونکہ پوری انسانیت کے لئے تھا لہٰذا حضور نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو عرب کے گرد ونواح میں تعلیم و تربیت کے لئے بھیجنا شروع کر دیا، اس طرح تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا اور قرآن وسنت کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پھیلنے لگا۔ ساتھ ہی اسلامی فتوحات کا سلسلہ شروع ہوگیا اور اس کا دائرہ وسیع ہونے کی بنا پر مختلف تہذیبوں اور ثقافتوں کے ملاپ کی وجہ سے نئی Developments شروع ہوگئیں۔ جس کے نتیجے میں اس امر کی ضرورت محسوس کی گئی کہ علوم وفنون کے دائرے میں وسعت لائی جائے اور قرآن و حدیث فہمی کے لئے باقاعدہ اصول و ضوابط مرتب کئے جائیں اور مسائل کے استخراج و استنباط کے لئے بھی اصول وضع کئے جائیں۔ دوسری طرف ابلاغ (Communication) کے اتنے جدید ذرائع نہیں تھے لہٰذا جس شخص کے پاس جتنا علم ہوتا وہ اسے ہی استعمال کرتا اور دیگر علوم کے متعلق معلومات کے حصول اور دوسرے ماہرین کے ساتھ علوم کے تبادلہ (exchange) سے قاصر رہتا۔ لہٰذا مختلف صحابہ کرام نے اپنے اپنے ذوقِ طبع اور ذوقِ علمی کی بنا پر مختلف علوم میں دسترس اور مہارت حاصل کرنا شروع کر دی اور مخصوص علوم وفنون میں سند بنتے گئے۔

قرآن مجید کو لفظ بہ لفظ حفظ کرنا تو ممکن تھا لیکن قرآن و سنت میں موجود تمام علوم وفنون اور احکامات پر مکمل دسترس حاصل کرنا کسی بھی ایک شخص کے بس کی بات نہ تھی۔ لہٰذا صحابہ کرام نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق مخصوص علوم میں ہی تخصص (Specialization) شروع کر دیا اور ان کو اپنے اپنے موضوع کے متعلق جو مواد ملتا وہ اسے لے لیتے اور اسی میں پختگی حاصل کر کے اس میں مزید ترقی (Development) کرتے۔ مختلف صحابہ کرام کے پاس چونکہ قرآن وسنت کے مختلف حصے اور موضوعات موجود ہوتے تھے لہٰذا انہوں نے انہی میں مہارت حاصل کرنا شروع کر دی، اس طرح ایک طرف توجہ ہونے کی بناء پر دیگر علوم کی طرف ان کی توجہ کم ہو جاتی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے تک کئی صحابہ کرام اپنے اپنے میدان میں ماہر ہو چکے تھے یہاں تک کہ آپ نے اپنے فرمان میں ان حضرات کی نشاندہی بھی کی ہے، آپ نے فرمایا:

مَنْ أَرَادَ أَنْ يَّسْأَلَ عَنِ الْقُرْآنِ فَلْيَأْتِ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ، وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَّسْأَلَ عَنِ الْفَرَائِضِ فَلْيَأْتِ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَّسْأَلَ عَنِ الْفِقْهِ فَلْيَأْتِ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ، وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَّسْأَلَ عَنِ الْمَالِ فَلْيَأْتِنِي فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى جَعَلَنِي لَهُ خَازِنًا وَقَاسِمًا.

(بیهقی، السنن الکبریٰ، ۶: ۲۱۰، رقم: ۱۱۹۶۹)

''جو قرآن سے متعلق کچھ پوچھنا چاہے تو ابی بن کعب سے پوچھے۔۔۔ جو فرائض (علمِ میراث) سے متعلق پوچھنا چاہے تو زید بن ثابت سے پوچھے۔۔۔ جو فقہی مسئلہ کے بارے میں پوچھنا چاہے تو معاذ بن جبل سے پوچھے۔۔۔ اور جس کو کوئی مالی مسئلہ درپیش ہو تو وہ میرے پاس آئے۔۔۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے مال جمع کرنے والا اور تقسیم کرنے والا بنایا ہے۔''

چنانچہ وقت گزرنے کے ساتھ علوم و فنون میں وسعت پیدا ہوتی گئی اور مختلف علوم و فنون کی تدوین، ان کی تقسیمات اور دیگر متعلقہ ضرورتوں نے جنم لینا شروع کر دیا۔ یہی وجہ تھی کہ فقہ کے معنٰی کو بھی بطور اصطلاح متعین کرنے کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔ فقہ کے معنی کی تعیین کا آغاز دوسری صدی ہجری میں ہوا۔ اس دور میں دینِ اسلام میں مختلف علمی مباحث کے نتائج کی بدولت مختلف مکاتبِ فکر کے وجود میں آنے کی وجہ سے علوم و فنون میں تخصیص اور تقسیمات شروع ہوگئیں۔ لہٰذا جب تخصیص ہونے کا عمل شروع ہوا تو

☆ علومِ عقائد کے فن کا نام 'علم الکلام' یا 'علم العقائد' ہوگیا اور اپنی وسعت اور پھیلاؤ کی وجہ سے یہ ''علم الفقہ'' کے عنوان سے خارج ہوگیا۔

☆ سلوک و تصوف اور روحانی و وجدانی علوم میں بھی تخصیص (Specialization) ہوئی اور یہ موضوعات بھی فقہ سے الگ ہو کر 'علم التصوف' کے زیرِعنوان چلے گئے۔

☆ اسی طرح جب نئے نئے مسائل پیدا ہونا شروع ہوئے تو ان مسائل کے حل کے لئے احکام کے استنباط کی ضرورت نے ''فقہ'' کے مفہوم میں تعیین کو جنم دیا اور اس علم کو بطور ایک الگ فن کے منفرد مقام حاصل ہوگیا لہٰذا 'علم الفقہ' کے زیرِعنوان گوناگوں مسائل سے متعلق احکام جمع ہونا شروع ہوگئے اور جن حضرات نے اس فن میں مہارت اور تخصص حاصل کیا وہ 'فقہاء' کہلانے لگے۔

☆ اس صورتِ حال کے پیشِ نظر ''فقہ'' کا مفہوم کل دین کے علوم میں سمجھ بوجھ حاصل کرنے کی بجائے چند مخصوص علوم ہی میں مہارت حاصل کرنے کے لئے مختص ہونا شروع ہوگیا۔

حقیقت یہی ہے کہ جس طرح پہاڑوں کو سر کرنے کے لئے کسی ماہر ترین کوہِ پیما کی رہنمائی ضروری ہے، جو ان کے تمام پُر پیچ اور خطرناک راستوں سے آگاہ اور ان کی بھول بھلیوں سے کماحقہ واقف ہو۔ اس طرح لامحالہ تمام شعبہ ہائے زندگی سے متعلق قوانین اور اصول و ضوابط اور استنباطِ احکام کے لئے ایسے ماہرین کی ضرورت پڑتی ہے جو قرآن وحدیث سے استخراجِ احکام کا فریضہ سرانجام دیں تاکہ عوام الناس کے لئے ان احکام کو سمجھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی آسانی کے ساتھ جدید پیش آمدہ مسائل سے نپٹنے کی سہولت بھی مہیا ہوجائے۔ جو لوگ قرآن و حدیث کے ان راستوں سے آشنا ہوتے ہیں اور انہوں نے اپنے دامن کو ان تمام بنیادی علوم و فنون سے بھرے ہوتے ہیں وہی حضرات بغیر گمراہی و ضلالت کے اپنی منزلِ مقصود تک پہنچنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ قرآن و حدیث کے اس بحرِ بے کنار سے اپنی کوششوں کے سبب موتی سمیٹ لانے والے باہمت شناور 'فقہاء' کہلاتے ہیں۔ یہ فقہاء ہی ہوتے ہیں جو ہر زمانے کے تقاضوں کے مطابق پیش آنے والے مسائل کا حل اپنی عقل و دانش اور فہم و تدبر سے قرآن وحدیث ہی سے پیش کرتے ہیں۔ لہٰذا قرآن و حدیث کے احکام کو کامل معرفت اور ان سے مسائل کا استنباط و استخراج ''علم الفقہ'' کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔

گزشتہ سے پیوستہ

حسنِ خلق کی دنیوی اور اخروی اہمیت

ڈاکٹر علی اکبر الازہری

عبادات دین کا بمشکل 10 فیصد حصہ بنتی ہیں یا اس سے بھی کم جبکہ دین کا بقیہ 90/ 95 فیصد حصہ مخلوق کے آپس کے معاملات پر مشتمل ہے۔ اسلام کو اسی لئے دین فطرت کہتے ہیں کہ یہ صرف انسانوں کی بنیادی ضرورتوں اور تقاضوں سے ہی ہم آہنگ نہیں بلکہ انسانی معاملات میں نیک نیتی، اخلاص، ہمدردی اور خیر خواہی کو حسنِ خلق کی صورت میں انسان کی سب سے بڑی اور قیمتی متاع قرار دیتا ہے۔ علماء نے اعلیٰ درجات کے اعتبار سے اعلیٰ اخلاق کی تین اقسام بیان کی ہیں:

۱۔ خلقِ حسنہ ۲۔ خلقِ کریمانہ ۳۔ خلقِ عظیم

کائنات انسانی میں صرف ایک ذات مصطفیٰ ﷺ ہے جن کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے خلق کا اعلیٰ ترین درجہ ''خلق عظیم'' عطا کیا گیا۔ ارشاد فرمایا گیا: وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ. (القلم: ۴)

''محبوب! بلاشبہ آپ ﷺ خلق کے اعلیٰ ترین مرتبے پر فائز ہیں''۔

سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا بیان سیرت

حضور ﷺ کی رحلت مبارکہ کے بعد دور دراز علاقوں سے بعض صحابہ کبھی کبھار ایمانی یادیں تازہ کرنے اور آپ ﷺ کی احادیث سننے کے لئے سرور عالم ﷺ کے قریبی اکابر صحابہ اور ازواج مطہرات سے مدینہ منورہ میں آکر ملتے تھے۔ ایسے وفود ام المومنین سیدہ صدیقہ کائنات حضرت عائشہؓ کے پاس خصوصی طور پر آتے تھے۔ چونکہ انہیں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی حافظہ اور فقہی بصیرت سے نواز رکھا تھا، اس لئے اکثر صحابہ بوقت ضرورت علمی وفقہی مسائل پر آپ سے راہنمائی لیا کرتے تھے۔ صحابہ کرام کا ایسا ہی ایک وفد مدینہ طیبہ میں آیا اور خصوصی تعلیمات حاصل کرنے کی غرض سے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

آپ نے حسب معمول پردے میں ان سے گفتگو فرمائی۔ ایک صحابی نے یہ دلچسپ سوال کر دیا، کہنے لگے ام المومنین ہمیں حضور ﷺ کی سیرت اور خُلق سے متعلق کوئی خاص بات بتائیں تاکہ وہ ہمارے سامنے رہے۔ سوال تو بظاہر بڑا آسان اور سادہ تھا۔ ام المومنین نے حضور ﷺ کی خلوت وجلوت میں 9 سال گزارے تھے۔ ان کے سامنے ہزاروں واقعات، احادیث اور معاملات تھے چاہتیں تو ایک ایک کرکے بیان کرنا شروع کردیتیں مگر چونکہ سائل کا جواب مختصر وقت میں دینا تھا اس لئے یہاں ایسے جواب کی ضرورت تھی جو رہتی دنیا تک سیرت مصطفیٰ ﷺ کا عنوان بن سکتا۔ چنانچہ سیدہ عائشہؓ نے جو جواب مرحمت فرمایا وہ نہ صرف فصاحت عرب کا شاہکار تھا بلکہ اس میں الہامی بصیرت بھی درجہ کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔ زوجہ رسول ﷺ نے فرمایا:

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرآن.

''آپ کا اسوہ اور آپ کی سیرت من وعن قرآن (کے مطابق) تھی''۔

سیدہ عائشہ کے اس ایک جملے نے "وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم" کے اجمال کی تفصیل مہیا کردی اور حضور ﷺ کے اعلیٰ ترین اخلاق کی تصدیق بھی گھر سے ہوگئی۔ حقیقت یہ ہے کہ آج تک سیرت النبی ﷺ پر بڑے بڑے ائمہ نے جو کتب بھی لکھیں اور قیامت تک اہل ایمان اس خلق عظیم کو اپنے اپنے انداز اور اپنی اپنی بصیرت کے مطابق خراج تحسین پیش کرتے رہیں گے مگر سیدہ عائشہؓ کا یہ ایک جملہ سیرت کے اس سارے لٹریچر پر بھاری ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس ایک جملے نے حضور تاجدار کائنات ﷺ کی سیرت مطہرہ کو قرآن سے مربوط کردیا اور قرآن حکیم کو بیان سیرت کی کتاب قرار دے دیا۔ قرآن کی حتمیت، قطعیت اور حفاظت و عظمت کی جملہ خصوصیات براہ راست اُسوۂ رسول ﷺ کی خصوصیات قرار پائیں۔ قرآن اور صاحب قرآن کا یہ لطیف باہمی تعلق بعد ازاں عرفاء کاملین اور علمائے ربانیین کا موضوع بنا۔ شاعر مشرق نے اس باب میں سیدہ عائشہؓ سمیت ان نفوس قدسیہ کے احساسات و جذبات کو جب سمیٹ کر اپنے الہامی جذبوں میں ڈھالا تو بارگاہ رسالت مآب میں یوں گویا ہوئے۔

لوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ ترے محیط میں حباب

چھت کے بغیر عمارت کے مکین

احادیث مبارکہ سے واضح ہوچکا ہے کہ خواہ نماز ہو یا روزہ۔۔۔ حج ہو یا جہاد۔۔۔ زکوٰۃ کی ادائیگی ہو یا صدقہ و خیرات۔۔۔ تعلیم کتاب و سنت کا منصب ہو یا دعوت دین سے وابستگی۔۔۔ ان میں سے ہر رکن اپنی اپنی جگہ دین کا ستون اور عمارتِ اسلام کی دیوار ہے۔ عقائد صحیحہ پر ایمان لانا اور ارکان اسلام پر پابندی سے عمل کرنا اور کروانا اس دور پرفتن میں بلاشبہ جہاد ہے مگر یہ سب اعمال اپنی اپنی جگہ دین کے الگ الگ رکن ہیں۔ ہمارے دور کا بہت بڑا المیہ یہ ہے کہ ہم میں سے ہر شخص کسی نہ کسی ستون یا دیوار کے ساتھ منسلک ہے مگر کسی کو دین کی چھت کی فکر نہیں۔ حالانکہ پوری عمارت کی سلامتی چھت کی حفاظت و سلامتی سے مشروط ہے۔ ہمارے دور کی مذہبی جماعتیں اور ان کے قائدین اپنے اپنے طور پر دعوت اور تعلیم پھیلانے کا جہاد تو کرتے ہیں مگر اس جامع اخلاق اور اسوۂ حسنہ کی عظیم سنت سے اکثریت محروم ہے۔ جیسے ایک عمارت بہت سے ستونوں سے مزین ہو مگر وہ چھت کے بغیر مکمل اور محفوظ نہیں ہوسکتی، اسی طرح دین کی چھت حسن خلق ہے جس کے بغیر ہم میں سے کسی کا دین محفوظ نہیں۔ ہم داعی توحید بھی ہیں، محبت رسول ﷺ کے دعویدار بھی ہیں، نمازوں کی پابندی بھی کرتے ہیں اور جہادی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتے ہیں مگر ہماری زندگیاں اسوۂ حسنہ کی سب سے مرغوب خوبی سے کلیتاً خالی ہیں۔ اس لئے بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت ایسی عمارت کی مکین ہے جس کے سر پر اخلاقِ حسنہ کی چھت نہیں۔

خلق عظیم کے وارث علمائے کرام مشائخ عظام اور اساتذہ و مبلغین دوسروں کو اعلیٰ مقام دینے کی اخلاقی جرأت تو کیا برابر کی حیثیت دینے کے لئے بھی تیار نہیں، ہم لوگ اپنی اپنی ذات کے حصار میں مقید ہیں۔ اپنے اپنے مفادات کے محافظ ہیں اس لئے ہم دوسروں کی خیرخواہی کے جذبے سے محروم ہیں۔ ہمارے سامنے پوری انسانیت محتاج ہدایت ہے۔ دنیا میں اس وقت تین چوتھائی سے زیادہ آبادی غیر مسلم ہے۔ یہ لوگ حضور ﷺ کی امت دعوت کا حصہ ہیں یعنی ان تک اسلام کی دعوت پہنچنا ابھی باقی ہے۔ جب اہل دین کے اپنے اخلاق کمزور ہوں گے خود مل بیٹھنے سے گریزاں ہوں گے اور ایک دوسرے پر فتویٰ بازی اور کفر سازی کے امور سرانجام دیں گے تو ان کی بات میں امت دعوت کے لئے کیا محبت ہوگی؟ ہماری حالت تو یہ ہے کہ ہم

دوسرے مکتبہ فکر کے حامل افراد سے ملنا اور ان کے ساتھ کھڑے ہونا بھی اپنی کسرِ شان اور توہین سمجھتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے جس طرح فتح مکہ کے موقع پر اپنے دشمنوں کو معاف فرما کر تاریخ میں مثال قائم کی، کیا ہم اس طرح کلمہ گو مسلمان بھائیوں کو گلے لگانے کے لئے تیار ہوئے۔۔۔؟ ہمارے مذہبی عمائدین ایک دوسرے کے خلاف جس قدر حسد، بغض، عداوت اور کینہ بھرے جذبات رکھتے ہیں، کیا تعلیمات قرآن و سنت اور خصوصاً خلقِ نبوی ﷺ انہیں اس کی اجازت دیتے ہیں۔حضور ﷺ نے فرمایا:

مثل المؤمنین فی توادھم و تراحمھم و تعاطفھم کمثل الجسد ان اشتکی عضو منه تد اعیٰ له سائرا لجسد با لسھرو الحمی.

(صحیح مسلم، باب تراحم، المومنین، ۴/۱۹۹۹، رقم:۲۵۸۶)

’’آپس میں محبت و مودت، رحمت و شفقت اور ہمدردی و خیر خواہی کے حوالے سے مومنوں کی مثال ایک جسم کی سی ہے، اگر اُس کے کسی عضو میں درد ہو تو سارا جسم بخار اور بے خوابی میں مبتلا ہو جاتا ہے‘‘۔

یہ بھائی چارہ، احساسِ مروت، اور باہمی محبت و مؤدت اس سوسائٹی میں کیسے رچ بس سکتی ہے جس میں تعلیم و تربیت کے ذمہ دار علماء کی اکثریت قول و فعل کے تضاد کا شکار ہے۔ ’’چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی‘‘ کے مصداق (الا ماشاء اللہ) ہر مسلک کے کچھ مقررین، واعظین اور خطیب حضرات میدان میں کود پڑتے ہیں۔ ان کی نگرانی میں پروان چڑھنے والے اسلامی مراکز، مدارس اور مساجد میں مخصوص ماحول، مخصوص نظریات اور محدود فکر و شعور جڑ پکڑ لیتا ہے۔ ان کے حلقہ ہائے ’’عقیدت‘‘ میں دوسروں کے خلاف نفرت اور نفاق کا رجحان ان کی پہچان بن جاتا ہے۔ یہی نفرت اور کینہ جب آگے چلتا ہے تو مختلف گروہ اور فرقے وجود میں آتے ہیں۔ ان مذہبی فرقوں کے قائدین کے پاس چونکہ اپنے اپنے دلائل موجود ہیں اس لئے عوام ان پر اعتبار کرتے ہوئے دوسروں کی ہر خوبی کا انکار اپنے لئے واجب سمجھتی ہے۔ یوں سادہ لوح عوام ان کے فتنے اور شر کا شکار ہو کر راہ اعتدال سے ہٹ جاتے ہیں۔ نتیجتاً خانہ جنگی کا ماحول پیدا ہو جاتا ہے اور اس وقت یہ روح فرسا مناظر پوری دنیا میں بآسانی دیکھے جاسکتے ہیں۔

شر انگیز ’’علماء‘‘ کیلئے دعوتِ فکر

قرآن حکیم اور احادیث نبوی ﷺ میں نیک، صالح اور باعمل علماء کی بہت زیادہ فضیلت بیان کی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی معاشروں میں یہ ایک قابل قدر جذبہ ہے کہ وہ دل سے علماء حق و مشائخ عظام کی عزت و تکریم کرتے ہیں۔ یہ عزت انہیں کسی ذاتی خوبی کی وجہ سے نہیں بلکہ دین سے نسبت کی وجہ سے ملتی ہے۔ لوگ انہیں اللہ اور اس کے رسولِ مکرم ﷺ کا نمائندہ اور سفیر تصور کرتے ہیں۔ اعلیٰ ظرف اور خدا خوفی رکھنے والے علماء اس عزت سے تکبر میں مبتلا ہونے کے بجائے اللہ کے حضور عجز و نیاز اختیار کرتے ہیں۔ جبکہ بعض لوگ اس عزت اور تکریم کو اپنا ذاتی کمال سمجھ لیتے ہیں اور یہیں سے وہ تکبر اور رعونت کی خطرناک بیماری میں گھر جاتے ہیں۔ ایسے لوگ دین کو فائدہ پہنچانے کے بجائے الٹا نقصان پہنچاتے ہیں۔ بہت سے لوگ ان کی وجہ سے دین بیزار بھی ہوجاتے ہیں۔ مولانا روم نے اسی طبقہ علماء کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

علم را برتن زنے مارے بود
علم را برجاں زنے یارے بود

علم کو ظاہری وجود کی زیب و زینت کا حصہ بنانے سے وہ ڈسنے والا سانپ بن جاتا ہے جبکہ علم سے اگر باطنی طہارت وعظمت اور معرفت وخشیت کا سامان تلاش کیا جائے تو یہ نفع بخش دوست بن جاتا ہے۔

کچھ لوگ ہر دور میں ایسے رہے ہیں جو دین کی نسبت کو اپنے نفس کے اطمینان کے لئے خوب استعمال کرتے ہیں۔ منبر ومحراب کا تقدس اور ذمہ داریوں کا احساس کئے بغیر وہ فتنہ و فساد بپا کئے رکھتے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے

حدیث مذکور میں ایسے ہی لوگوں کو شر اور فتنہ و فساد کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔ اس سلسلے میں سیدنا علی سے مروی یہ روایت بڑی برمحل ہے۔حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

يُوْشِكُ اَنْ يَاْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَايَبْقٰى مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اِسْمُهٗ وَلَا يَبْقٰى مِنَ الْقُرْآنِ اِلَّا رَسْمُهٗ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِيَ خَرَابٌ مِنَ الْهُدٰى عُلَمَاؤُهُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَاءِ مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِيْهِمْ تَعُوْدُ. (البیهقی فی شعب الایمان، حدیث :۱۹۰۸)

''عنقریب لوگوں پر وہ وقت آئے گا جب اسلام کا صرف نام اور قرآن کا صرف رواج ہی رہ جائے گا۔ ان کی مسجدیں آباد ہوں گی مگر ہدایت سے خالی، ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین خلق ہوں گے۔ ان سے فتنہ نکلے گا اور انہیں میں لوٹ جائے گا''۔

اس حدیث مبارکہ میں جن علماء کو حضور ﷺ نے فتنہ و فساد کا مصدر اور مرجع قرار دیا، اس سے فرقہ پرست، دین کو تقسیم کرنے والے اور دین کے عوض دنیا جمع کرنے والے لوگ ہی مراد ہیں۔ یہ لوگ اسلام کو اپنے مفادات کے لئے استعمال کرتے ہیں ان کا قرآن اور شعار اسلام سے تعلق محض رسم کی حد تک ہوتا ہے۔ ان کا اسلام کی تعلیمات سے قلبی تعلق ہو تو ان کا کردار بھی پیغمبر اسلام کی سنت و سیرت میں ڈھل جائے۔

اپنے علاوہ دوسروں کو کاہل، کم علم اور بے ایمان سمجھنا کبرونخوت ہی تو ہے۔ ایک دوسرے کو منافق، بدعتی، گستاخ اور کافر تک کے فتویٰ دینا کیا اس خلق عظیم کی پیروی ہے جس نے دشمنوں کو گلے لگایا؟ کالے اور گورے، عربی اور عجمی، آقا اور غلام کی تفریق مٹانے والے رسولِ رحمت ﷺ کی اتباع، محبت اور عشق کے دعوے کرنے والے تو ایک دوسرے کے ساتھ نماز بھی نہیں پڑھ سکتے۔ یہ الگ الگ مسالک کی مسجدیں، مدارس کی متعصّبانہ تعلیم اور مخصوص ایام میں گلے پھاڑ پھاڑ کر منبرومحراب پر تقریریں کرنے والے علماء و واعظین اور ذاکرین کیا وہی کردار نہیں جس کی طرف حضور ﷺ نے اشارہ فرمایا: ان کی تیز طرار شعلہ فشاں زبانیں نسل در نسل نفرتیں بو رہی ہوتی ہیں۔ اسی نفرت کے بوئے ہوئے بیج آج ناسور بن چکے ہیں۔ پوری دنیا میں دین کے نام پر قتل و غارت گری کا مضحکہ خیز کھیل جاری ہے اور ظلم یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک ''مجاہد اسلام'' اور ''مبلغ دین'' کہلاتا ہے۔ دوسروں کو موت کے گھاٹ اتار کر جنت تلاش کرنے والے اور معصوم ذہنوں کو خودکشی کی تربیت دینے والے یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث کیوں بھول جاتے ہیں جس میں آپ ﷺ نے مسلمان کی تعریف ہی یہ بیان فرمائی ہے کہ

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده.
(صحیح البخاری، باب المسلم من سلم المسلمون، ۱/۱۳، رقم:۱۰)

''مسلمان وہی ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں''۔

اس وقت منظر اس سے بالکل برعکس ہے۔ پوری دنیا میں مسلمان بدقسمتی سے دہشت گرد اور فسادی قوم کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ یورپ اور امریکہ جیسے ممالک میں باریش مرد اور باپردہ خاتون اس نبی رحمت کا نمائندہ نہیں بلکہ دہشت اور خوف کی علامت بن گئے ہیں۔ اس بدنامی میں اگرچہ دین دشمن قوتوں کا بھی غیر معمولی کردار ہے لیکن بنیادی سبب وہ نادان مسلمان گروہ ہیں جو مسلح ہو کر پرامن بستیوں کو تاخت و تاراج کررہے ہیں۔ پاکستان سمیت اکثر مسلم ممالک میں موجود مسلح لوگوں سے پوچھ کر دیکھیں ان میں سے ہر شخص اپنے اپنے نظریات کا قیدی ہے جو دوسروں کو صفحۂ ہستی سے مٹا کر اپنا من پسند اسلام نافذ کرنا چاہتا ہے۔

صوفیاء اور علماء کے اخلاق میں فرق

صوفیائے کرام کے ہاں ہمیں ریاء، دکھاوا، حسد، بغض اور دیگر نفسانی بیماریاں اس لئے کم ملتی ہیں کیونکہ ان کے سامنے حضور ﷺ کا خلق عظیم ہوتا ہے۔ وہ ایک ایک قدم پھونک پھونک کر رکھتے ہیں۔ وہ باتیں کم کرتے ہیں اور

عمل زیادہ سرانجام دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ چونکہ اللہ پاک کی خشیت اور حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرت و کردار سے جذباتی اور ایمانی وابستگی ایسے لوگوں کو ہر وقت اپنے حصار میں رکھتی ہے اس لئے وہ زبان کا بے جا استعمال بھی نہیں کرتے۔ مہلک روحانی امراض کے حملہ آور ہونے میں زبان کا نمایاں کردار ہے اس لئے علمائے ربانیین زبان کو جھوٹ، ریا اور استہزاء سے عام طور پر بچا کر رکھتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ان کی زبان میں تاثیر ہوتی ہے۔ ان کی بات دلوں کو موہ لیتی ہے۔ اس لئے عوام الناس کے دلوں میں ان کی محبت جڑ پکڑ لیتی ہے اور وہ مذہبی لبادے میں مخلوق کے مقتداء و پیشواء بن جاتے ہیں۔

تنگ دامانی کہ صفحات کے پیش نظر اس موقع پر ہم چند مثالوں سے علماء اور صوفیاء کے اخلاق کے فرق کو واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

☆ تصوف اور احوال صوفیاء کی بعض کتب میں حضرت شیخ ابوسعیدؒ اور معروف مسلم سائنسدان و فلسفی بوعلی سینا کا واقعہ درج ہے۔ یہ دونوں حضرات ہم عصر تھے، شیخ ابوسعیدؒ اپنے وقت کے مشہور صوفی اور ایک بڑی خانقاہ کی سرپرستی فرماتے تھے۔ دیگر لوگوں کی طرح ایک دن بوعلی سینا بھی ان کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ ملاقات کے بعد جاتے ہوئے بوعلی سینا نے شیخ ابوسعید کے ایک خادمِ خاص کو کہا کہ میری ملاقات کا اگر کہیں تذکرہ ہو تو حضرت کے تاثرات مجھے پہنچا دینا۔ چنانچہ خادم نے ایک دن وضو کراتے ہوئے موقع پا کر ابن سینا کے متعلق تاثرات پوچھ ہی لئے۔ آپ نے صرف اتنا فرما دیا ''اخلاق حسنہ ندارد'' یعنی ابن سینا کے اخلاق معیاری نہیں۔

اس خادم نے حسب وعدہ یہ تاثرات لکھ کر ابن سینا کو بھجوا دیئے۔ انہوں نے جب مختصر تحریر پڑھی تو جواب میں ایک تفصیلی عریضہ لکھ کر حضرت کی خدمت میں بھجوا دیا، جس میں بوعلی سینا نے اپنے دیگر علمی اور تحقیقی کاموں میں اخلاقیات پر لکھی ہوئی کتب کا حوالہ بھی دیا اور باور کروایا کہ آپ جس شخص کو کہہ رہے ہیں وہ اخلاقیات نہیں جانتا۔ اس نے تو اس موضوع پر کتابیں لکھی ہوئی ہیں۔ یہ خط جب حضرت ابوسعید کی مجلس میں پہنچا اور پڑھ کر سنایا گیا تو انہوں نے مسکرا کر صرف اتنا فرمایا:

''میں نے یہ کب کہا ہے کہ بوعلی اخلاق حسنہ جانتے نہیں، میں نے تو یہ کہا تھا کہ وہ اخلاق حسنہ کے مالک نہیں''۔

☆ صوفیائے کرام کے اخلاق حسنہ کی مثالوں سے کتب بھری پڑی ہیں۔ خصوصاً امام غزالی نے اپنی تمام کتب میں اسلام کے فلسفہ اخلاق کو موضوع بحث بنایا ہے چنانچہ ان کی اکثر کتب اسلام کے فلسفہ اخلاق کے طور پر پڑھی اور پڑھائی جاتی رہی ہیں۔ امام غزالی اور ان سے پہلے امام سلمی نے ''طبقات الصوفیہ'' میں حضرت حاتم اصمؒ کے حوالے سے ان کے لقب ''اصم'' کے پس منظر میں ایک دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے۔ اصم عربی زبان میں بہرے شخص کو کہتے ہیں۔ ان کا اصل نام حاتم تھا مگر تاریخ میں وہ حاتم اصم (بہرے حاتم) کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کے پاس ایک خاتون کوئی حاجت لے کر آئی دوران گفتگو خاتون کے پیٹ سے ہوا خارج ہوگئی۔ بیچاری ایک دم گھبرا گئی اور شرمندہ ہوگئی۔ حضرت حاتم نے فوراً اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: میں بہرہ ہوں مجھے تمہاری بات سمجھ نہیں آ رہی، اس لئے تھوڑی اونچی آواز میں بات کرو وہ خاتون یہ جان کر مطمئن ہوگئی کہ شکر ہے انہوں نے ہوا خارج ہونے کی آواز نہیں سنی۔ یوں وہ حضرت حاتم کے سامنے شرمندگی سے بچ گئی۔ اسے یہ احساس دلانے میں حضرت حاتم کی حاضر دماغی اور اس سے بھی زیادہ احترام انسانیت کا جذبہ نمایاں تھا جو اسے شرمندگی سے بچا گیا۔ اس طرح حضرت حاتم نے ایک عام عورت کو شرمندگی سے بچانے کے لئے اپنے آپ کو بہرہ مشہور کر لیا اور جب تک وہ زندہ رہی آپ نے اس پر ظاہر نہیں ہونے دیا۔

مدعائے کلام یہ ہے یہی خاتون کسی ظاہر بین عالم دین کے پاس بیٹھی ہوتی تو شاید دوبارہ اس کا سامنا

سوشل میڈیا پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے پیغام کو فروغ دیں

انگلش معلومات کیلئے: Follow TahirulQadri
اردو معلومات کیلئے: Follow TahirulQadriUR
لکھ کر 40404 پر SMS بھیجیں

www.facebook.com/TahirulQadri Like Share comment
www.twitter.com/TahirulQadri tweet favorite Reply

www.minhaj.org E mail: news@minhaj.org

بھی نہ کرسکتی مگر ایک اللہ والے نے ایک انسان کو شرمندگی سے بچانے کے لئے خود کو بہرہ کہلوانا پسند کرلیا۔ یہ وہ اعلیٰ اخلاق ہیں جو بندوں کو خالق کے قریب کرتے ہیں۔

☆ اسی طرح حضور غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کا مشہور واقعہ ہے آپ کے پاس ایک خاتون اپنے بچے کو لے کر آئی کہ اسے نصیحت کریں یہ میٹھا بہت کھاتا ہے۔ آپ نے خاتون کو اگلے روز آنے کا فرمایا۔ دوسرے روز خاتون بچے کو لے کر دوبارہ حاضر ہوئی تو آپ نے بچے کو سمجھایا اور میٹھا کھانے میں اعتدال برتنے کی نصیحت کی۔ خاتون بول پڑی کہ حضرت! یہی بات کہنی تھی کل ہی کہہ دیتے۔ مجھے اتنے دور سے آج دوبارہ آپ کے پاس آنا پڑا۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے اسے سمجھایا کہ دراصل کل میں نے خود میٹھا کھایا ہوا تھا۔ میں اگر بچے کو میٹھا کھانے سے روکتا تو یہ قول وفعل کا تضاد ہوجاتا اور یہ حسن خُلق نہیں۔ آج سے میں نے خود میٹھا کھانے سے پرہیز کرلیا ہے اس لئے تمہارے بچے کو بھی اس کی نصیحت کردی ہے۔

اخلاق حسنہ پر کتب لکھنا، بڑے بڑے خطاب کرنا، درس دینا الگ چیز ہے مگر اخلاق حسنہ کو سیرت و کردار کا اس طرح لازمی حصہ بنانا کہ ان کا اظہار بے ساختہ ہوتا رہے ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ علماء کی اکثریت دیگر علوم کے ساتھ اخلاقیات کا علم جانتی ضرور ہے مگر اخلاق حسنہ کو اپنے کردار کا حصہ بنانا مشکل امر ہے اور وہ صوفیاء کا حصہ ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے علم حدیث تو ہزاروں لوگ پڑھتے پڑھاتے ہیں، حضور ﷺ کے شمائل، خصائل اور فضائل پر کتب بھی لکھی جاتی ہیں۔ سیرت نگاری پر ہر سال مقابلے بھی ہوتے ہیں اور مصنفین بھاری انعامات بھی وصول کرلیتے ہیں۔ مگر ان مدرسین اور مولفین میں سے کتنے ہیں جو اسوۂ حسنہ میں فنائیت کے درجے پر فائز ہیں۔

آج ہمارے معاشرے میں قول وفعل کا تضاد عام ہے۔ منافقت، بددیانتی، جھوٹ اور ریاکاری پورے ماحول پر چھائے ہوئے ہیں۔ سچ گویا مفقود ہوچکا ہے اور منافقت کی ہر طرف حکمرانی ہے۔

اس دور پرفتن کی ایک اور قباحت بھی عام ہوچکی ہے اور وہ یہ ہے کہ جو شخص اس تضادات بھرے ماحول میں سچ بولتا ہے، اخلاق حسنہ سے پیش آتا ہے اور اپنی زبان و بیان میں حق گوئی اور شرافت پر کاربند رہتا ہے وہ بالعموم ''جاہل اور پاگل'' سمجھا جاتا ہے۔ اس کی عزت اور قدرو منزلت چرب زبان ریاکار اور چالاک لوگوں کے مقابلے میں کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔ بالعموم لوگ دولت اور عہدے کو سلام کرتے ہیں کردار کی عظمت ان کی نظروں میں کھٹکتی ہی نہیں۔ مگر ایسے خواتین وحضرات سے درخواست ہے کہ ایسی جھوٹی اور عارضی عزت کو عزت نہ سمجھیں جو دولت اور عہدے ختم ہوتے ہی رخصت ہوجاتی ہے۔ اصل عزت اور تکریم اللہ پاک کی عطا کردہ ہے۔ اس کا وعدہ حق ہے اس کے ہاں معیار عزت وتکریم وہی ہے جو ہمیشہ سے قائم ہے۔ ❁❁❁❁❁

تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام

23 واں سالانہ

شہر اعتکاف 2013ء

تزکیہ نفس، فہم دین، اصلاح احوال، توبہ اور آنسوؤں کی بستی

رپورٹ: محمد یوسف منہاجین، محمد طاہر معین

حرمین شریفین کے بعد دنیا کے سب سے بڑے اجتماعی اعتکاف کے انعقاد کی سعادت گزشتہ 23 سالوں سے تجدید دین و احیائے اسلام کی عالمی تحریک، تحریک منہاج القرآن کو حاصل ہے۔ یہ اعتکاف حضور پیر سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادیؒ کی روحانی قربت ومعیت اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ کی صحبت و انداز تعلیم و تربیت کی بناء پر منفرد حیثیت کا حامل اعتکاف قرآن، حدیث، فقہ وتصوف، اصلاح احوال اور احیائے اسلام کے لئے افراد کی تیاری سے متعلق تعلیم و تربیت کا حسین امتزاج ہے۔

تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام شہر اعتکاف میں دس دن شیخ الاسلام کی ہدایات کی روشنی میں باقاعدہ ایک شیڈول مرتب کیا جاتا ہے۔ اس شہر اعتکاف میں پرکیف تلاوت، ذکر و اذکار، نعت خوانی، درس و تدریس کے حلقہ جات، نوافل اور وظائف کے ذریعے عبادت کے کئی روحانی مناظر دیکھنے میں آتے ہیں۔ یہ اجتماعی اعتکاف ایک ایسا سنہری موقع ہے جس میں اندرون و بیرون ملک سے ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے ہر سطح کے لوگ شریک ہوتے ہیں۔ اس شہر اعتکاف میں ایک طرف شرکاء کی فکری ونظریاتی، اخلاقی و روحانی اور تنظیمی و انتظامی تربیت کا بھرپور اہتمام کیا جاتا ہے تاکہ وہ مزید بہتر انداز میں دین اسلام کی خدمت کے لئے سوسائٹی میں اہم کردار ادا کرسکیں تو دوسری طرف یہ شہر اعتکاف فرزندان اسلام کو اللہ رب العزت کے حضور اجتماعی توبہ اور گریہ و زاری کا موقع بھی فراہم کرتا ہے۔

امسال تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام 23 ویں سالانہ شہر اعتکاف کا انعقاد کیا گیا جس میں اندرون و بیرون ملک سے ہزاروں مرد و خواتین نے خصوصی شرکت کی۔ تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام 23 واں سالانہ شہر اعتکاف 2013ء اپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے منفرد و ممتاز حیثیت کا حامل تھا۔ امسال شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری 4 سال کے بعد بنفسِ نفیس شہر اعتکاف میں اپنے پورے خانوادے محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری (صدر سپریم کونسل TM Q)، محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری (صدر فیڈرل کونسل TM Q)، محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی اور محترم صاحبزادہ احمد مصطفی العربی کے ہمراہ موجود تھے۔ اس بناء پر دنیا بھر سے عوام الناس کی کثیر تعداد اس موقع سے علمی و روحانی طور پر منور ہونے کے لئے شہر اعتکاف میں معتکف ہونے کی خواہش لئے ہوئے تھی۔ دوسری طرف شہر اعتکاف کی جگہ کی وسعت بھی ہر آئے سال تنگیٔ داماں کی شکایت کرتی ہوئی نظر آرہی تھی۔ معتکفین کی اس بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر ملک بھر میں صوبوں اور ضلعوں کے اعتبار سے معتکفین کے لئے مخصوص تعداد پر مبنی کوٹہ جاری کیا گیا۔

شہر اعتکاف کے انتظامات و انصرام کو احسن انداز میں مکمل کرنے کے لئے مرکزی کمیٹی محترم شیخ زاہد فیاض

(سربراہ) کی سربراہی میں تشکیل دی گئی۔ اس کمیٹی کے بقیہ ممبران میں محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی (نائب سربراہ)، محترم بریگیڈیئر محمد اقبال احمد خان (سینئر ممبر)، محترم سید الطاف شاہ گیلانی (نائب سربراہ)، محترم جی ایم ملک (نائب سربراہ)، محترم خرم نواز گنڈا پور (نائب سربراہ)، محترم ارشاد احمد طاہر (نائب سربراہ)، محترم محمد جواد حامد (سیکرٹری) اور محترم شہزاد رسول قادری (ڈپٹی سیکرٹری) شامل تھے۔ اس مرکزی کمیٹی کی زیرنگرانی 54 ذیلی کمیٹیاں قائم کی گئیں۔ ان جملہ کمیٹیوں کے کے سربراہان، ممبران اور سیکرٹریز نے اس شہر اعتکاف کے کامیاب انعقاد میں اہم کردار ادا کیا۔

معتکفین کے معمولات

شہر اعتکاف میں شریک معتکفین کی علمی و روحانی تربیت اور اصلاح احوال کے لئے باقاعدہ ایک نظام کی شکل میں معمولات کو بھی منظم کیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں درج ذیل معمولات شہر اعتکاف میں شریک معتکفین کی تربیت کا لازمی حصہ تھے:

۱۔ انفرادی معمولات: ☆تہجد ☆انفرادی و اجتماعی وظائف وتسبیحات ☆نماز اشراق، نماز چاشت، نماز اوابین ☆دیگر نوافل ☆حلقہ ہائے درود ☆تلاوت قرآن

۲۔ تربیتی حلقہ جات کا انعقاد: نظامت تربیت کے زیر اہتمام باقاعدہ مرتب کئے گئے نصاب ''آداب زندگی'' میں سے اخلاقی وفکری تربیت اور معاشرتی اصلاح کے تناظر میں اصلاح احوال کے لئے منتخب حصوں پر نظامت دعوت وتربیت کے ناظمین، منہاجینز اور کالج آف شریعہ منہاج یونیورسٹی کے طلبہ نے معتکفین کو لیکچرز دیئے۔

۳۔ فقہی مسائل کی نشست: دور حاضر کی ضروریات و تقاضوں کے مطابق درپیش فقہی مسائل پر محترم مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی نے ہر روز باقاعدہ فقہی مسائل کی نشست میں معتکفین کے فقہی سوالات کے جوابات مرحمت فرمائے۔

۴۔ علمی، فکری اور تنظیمی نشستوں کا انعقاد: معتکفین کی علمی وفکری آبیاری اور فہم دین بھی تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام منعقدہ اس اجتماعی اعتکاف کا اہم خاصہ ہے۔ امسال اعتکاف میں شریک تحریکی کارکنان و رفقاء کی تنظیمی و انتظامی اور علمی وفکری استعداد کو مزید اجاگر کرنے کے لئے محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے خصوصی گفتگو فرمائی۔

علاوہ ازیں محترم شیخ زاہد فیاض (ناظم علیٰ)، محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی (صدر PAT)، محترم احمد نواز انجم (نائب ناظم اعلیٰ)، محترم ساجد محمود بھٹی (ناظم تنظیمات) اور دیگر مرکزی قائدین نے مختلف حوالوں سے فکری، نظریاتی اور تربیتی امور پر اظہار خیال کیا۔

شہر اعتکاف کے روزانہ معمولات میں سب سے زیادہ اہمیت کے حامل شیخ الاسلام کے علمی وفکری خطابات تھے۔ ذیل میں روزانہ بعد از نماز تراویح ہونے والے پروگرامز اور شیخ الاسلام کے خطابات کا خلاصہ نذرِ قارئین کیا جارہا ہے۔

1۔ ۲۰ رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ/ 30 جولائی 2013ء (منگل)

اندرون و بیرون ملک سے ہزاروں مرد وخواتین نماز مغرب سے قبل شہر اعتکاف میں پہنچ چکے تھے۔ انتظامیہ کے افراد اور تحریک منہاج القرآن کے جملہ فورمز کے مرکزی عہدیداران اللہ تعالیٰ کے ان مہمانوں کا استقبال کرنے اور شہر اعتکاف میں موجود ضلع وائز رہائشی بلاکس میں ان کو پہنچانے کے لئے یکسوئی اور لگن سے مصروف تھے۔ مرکزی کمیٹی اور 54 ذیلی انتظامی کمیٹیوں کے ۲۵۰۰ افراد کے حسن انتظام کی وجہ سے تمام امور احسن انداز میں کامیابی کے ساتھ آگے بڑھ رہے تھے۔

نماز عشاء کے وقت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی شرکاء اعتکاف کے سامنے آمد کے وقت شرکاء کے جذبات اور محبت کا منظر دیدنی تھا۔ ہر معتکف اشک بار آنسوؤں کے ساتھ حضور نبی اکرم ﷺ کے نعلین پاک کے تصدق سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ملنے والی اس عظیم تحریک اور اس کی قیادت کے ساتھ وابستگی کی نعمت پر اللہ کے حضور شکر ادا کررہا تھا۔ ایک طرف سیدالسادات حضور پیر سیدنا طاہر علاؤالدین القادری الگیلانی البغدادی کا مزار پرانوار موجود تھا اور دوسری طرف حضور پیر صاحب کے روحانی فرزند شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی شخصیت موجود تھی۔ درمیان میں ہزاروں شرکاء اعتکاف اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے مغفرت و بخشش، حضور نبی اکرم ﷺ کی نظر کرم کے سوالی بنے اور ان عظیم شخصیات کے علمی، فکری اور روحانی انوارات کو سمیٹنے کے لئے اپنے دامن کو پھیلائے ہوئے تھے۔

نماز عشاء کی امامت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے کروائی۔ شہر اعتکاف میں ایک خاموشی چھائی ہوئی تھی اور اس خاموشی کے عالم میں دوران نماز شیخ الاسلام کی سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی آواز میں

وَإِذِ ابْتَلَىٰٓ إِبْرٰهِـمَ رَبُّهُۥ بِكَلِمٰتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّى جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِى قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِينَ. کے قرآنی الفاظ نے شہر اعتکاف پر سحر طاری کردیا تھا۔

سسکیوں و آہوں کے ساتھ نمازِ عشاء کی تکمیل کے بعد کراچی سے تشریف لائے ہوئے مہمان قاری محترم حافظ محمد ابرار مدنی نے نماز تراویح کی امامت کروائی۔ سوز و گداز اور آہوں و سسکیوں کا یہ سلسلہ نماز تراویح کے دوران بھی جاری رہا اور معتکفین خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور عجز و نیاز اور بندگی کا اظہار کرتے رہے۔ امسال بھی اعتکاف کے تمام ایام میں گذشتہ سال کی طرح نماز تراویح کی امامت کی سعادت زیادہ تر محترم حافظ محمد ابرار مدنی ہی کو حاصل رہی۔ ان کے ساتھ تحفیظ القرآن انسٹی ٹیوٹ کے محترم حافظ قاری محمد اسماعیل، محترم قاری عینی اور دیگر حفاظ بھی اس سعادت میں شامل رہے۔ نماز تراویح میں ترویحہ کے وقت بعد از تسبیح شیخ الاسلام کے پوتے محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی کی خوبصورت آواز میں شامی اور مراکشی طرز پر قصیدہ بردہ شریف نے روحانی اور پرکیف ماحول میں مزید اضافہ کردیا۔ اعتکاف کے تمام ایام میں محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ نے ترویحہ کے وقت اس سلسلہ کو جاری رکھا اور تمام معتکفین بھی جھوم جھوم کر محترم صاحبزادہ صاحب کے ساتھ قصیدہ بردہ شریف کی صورت میں حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں ہدیہ عقیدت پیش کرتے رہے۔

نماز تراویح کے بعد ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القرآن محترم شیخ زاہد فیاض نے شرکاء اعتکاف کو کلمات استقبالیہ پیش کرتے ہوئے انہیں خوش آمدید کہا اور شرکاء اعتکاف کو دس دنوں کے معمولات کا شیڈول اور عمومی ہدایات دیں۔

کلمات استقبالیہ کے بعد محفل کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ محترم محمد افضل نوشاہی اور محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی نے نعت رسول مقبول ﷺ کی سعادت حاصل کی۔ بعد ازاں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے آخری عشرہ رمضان کی پہلی طاق رات میں معتکفین سے اس شہر اعتکاف کا پہلا خطاب کیا۔ ذیل میں اس خطاب کا خلاصہ نذر قارئین ہے:

خطاب شیخ الاسلام (موضوع: علم نافع)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے 21 رمضان المبارک یوم شہادت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مناسبت سے ’’علم نافع‘‘ کے موضوع پر باب العلم کے اقوال پر مشتمل خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

علم نافع حاصل کرنے کی فضیلت کے متعلق آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

مَا عُبِدَاللّٰهُ بِشَيْئٍ أَفْضَلَ مِنْ فِقْهٍ فِي دِيْنٍ. (طبرانی، ۱۹۴/۶، رقم: ٦١٦٦)

"اللہ کی کوئی عبادت دین میں تفقہ حاصل کرنے سے بڑھ کر افضل نہیں"۔

اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں اگر ہم روزانہ دینی کتب اور حدیث کے باب سے ایک ڈیڑھ گھنٹہ وقت دے کر دین محمدی کا ایک باب پڑھ کر سوجائیں تو اللہ پاک مرتے دم تک آپ کے نامہ اعمال میں ایک ہزار نوافل کی ادائیگی کا اجر لکھے گا۔ گویا آپ نے ہر رات ایک ہزار رکعت نوافل ادا کیے ہوں۔ سیدنا علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ عالم تین قسم کے ہوتے ہیں:

۱۔ عالم ربانی جب وہ قرآن پڑھتا ہے قرآن کے الفاظ اس کو آواز دیتے ہیں اس کو اللہ سمجھ بوجھ عطا کرتا ہے۔

۲۔ وہ لوگ جو طالب علم ہیں وہ علم فقط اس نیت سے حاصل کرتے ہیں کہ اللہ انہیں بخش دے۔

۳۔ وہ لوگ جو بلند آواز اور خوبصورت انداز میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں تو لوگ ان کے پیچھے چل پڑتے ہیں۔ ان کے پاس نہ دین کی معرفت ہوتی ہے نہ پختگی ہوتی ہے ایسے لوگوں کو قرآن کا نور نصیب نہیں ہوتا نہ ہی دین کی سمجھ نصیب ہوتی ہے۔ جن کی صحبت تمہیں علم اور دین کی دولت دے دے، یہی عالم ربانی ہیں اور عالم ربانی سے محبت کرنا ہی دین ہے۔ علم ربانی رکھنے والے وفات پاکر بھی قبروں میں زندہ رہتے ہیں۔ علم نافع ادب سیکھنے سے آتا ہے۔ محنت اور ریاضت کے بغیر علم نافع نہیں ملتا۔ علم نافع صرف مومن کو نصیب ہوتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہتے ہو کہ علم دین کی مکمل سمجھ بوجھ نصیب ہو تو دنیا کی لذات اور شہوت سے توبہ کرلو۔ دنیا کی لذات اور علم نافع دونوں ایک برتن میں جمع نہیں ہو سکتے۔ علم نافع کا نور اگر مل جائے تو اس کی لذت بندے کو دنیا مافیہا کی لذت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ قیامت کی ایک نشانی یہ ہے کہ علماء ربانیین کے اٹھنے سے علم بھی دنیا سے اٹھتا جائیگا۔ جب ایسا ہوگا تو پھر لوگ جاہل لوگوں کو اپنا مفتی، اپنا رہبر بنالیں گے، پھر وہ جاہل لوگ فتوے دیں گے۔ یہ لوگ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دنیا کو بھی گمراہ کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ اگر کسی کو سزا دینا چاہے تو اسے علم نافع اور علم صالح سے دور کر دیتا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر آپ علم نافع چاہتے ہیں تو سب سے پہلے اپنی زندگی میں عبودیت کی حقیقت کو لازم کرلو۔ جب بندہ خود کو اللہ کی ملکیت میں دے دیتا ہے تو پھر اس پر دنیا کی مصیبتیں اور مشکلات آسان ہوجاتی ہیں۔ پھر اس کی زندگی سے ریاکاری دور ہوجاتی ہے۔ دنیا اس کے قدموں کے نیچے آجاتی ہے۔ ابلیس اور شیطان اس کے آگے شکست کھا جاتا ہے۔ دنیا اس کے نیچے آجاتی ہے۔ اگر علم چاہتے ہو تو راحت کو چھوڑنا ہوگا، آرام کو خیرباد کہنا ہوگا۔ کیونکہ اس عمر میں شیطان بندے کو ورغلاتا ہے۔ جب شیطان کے قبضہ سے خود کو نہیں چھڑاؤ گے تو اس وقت تک علم اور علم نافع کا دروازہ بند رہے گا۔

میری زندگی میں مجھے جو علم و ادب کی دولت نصیب ہوئی ہے یہ مجھ پر دو ہستیوں کے جوڑوں کی خیرات ہے، جو میں کبھی بھول نہیں سکتا۔ ایک میرے شیخ قدوۃ الاولیاء سیدنا طاہر علاؤالدین البغدادی الگیلانی رحمہ اللہ علیہ ہیں، جن کی صحبت نے مجھے اس قابل بنایا کہ میں آج پوری دنیا میں اسلام کا حقیقی چہرہ پیش کرنے میں مصروف ہوں۔ دوسری شخصیت میرے والد گرامی حضرت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ ہیں، آپ نے مختلف ممالک کے سفر اور مشکلات کو برداشت کرنے کے بعد ساری دنیا سے علم، ادب، تقویٰ، پرہیزگاری اور محبت کا جو سرمایہ اکٹھا کیا وہ سب مجھے عطا کیا اور بچپن ہی سے میری احسن انداز میں ہر پہلو سے تربیت فرمائی۔

یاد رکھیں! اللہ جس شخص کو ہدایت دینا چاہتا ہے تو اس کے اوپر علم نافع کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اس لیے

آج کے بعد منہاج القرآن کا ہر رفیق دین کا طالب علم بن جائے۔ کیونکہ یہ علم نافع ہی دنیا اور آخرت میں بندے کا ساتھی ہوگا۔

2۔ ۲۱ رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ/ 31 جولائی 2013ء (بدھ)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی ہدایات کی روشنی میں معتکفین کے لئے مرتب کردہ شیڈول کے مطابق دن بھر معتکفین انفرادی و اجتماعی سرگرمیوں، عبادات و وظائف اور علمی وفکری حلقوں میں شریک رہے۔

نماز عشاء اور نماز تراویح کے دوران قراء کی دلسوز قرأت اور دوران ترویحہ ثنا خوانان مصطفیٰ اور محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی کی آواز میں منفرد انداز میں قصیدہ بردہ شریف نے محبت وعشق کی تپش شرکاء اعتکاف کے قلب و روح کو مزید گرما رکھا تھا۔
محترم قاری محمد ابرار مدنی نے نماز تراویح میں جب سورۃ الواقعہ کی آیات 'ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ' کی تلاوت کی تو شیخ الاسلام اور معتکفین پر عجب کیفیت طاری تھی۔ شہر اعتکاف میں آہ و بکاء کا عالم تھا۔ بعدازاں شیخ الاسلام معتکفین سے مخاطب ہوئے اور ان آیات میں مذکور پیغام ربانی کی اپنے منفرد انداز سے تفسیر فرمائی تو گریہ وزاری میں مزید اضافہ ہوتا چلا گیا۔

نماز تراویح کی ادائیگی کے بعد مختصر محفل نعت ہوئی جس میں محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی نے مدحت مصطفیٰ ﷺ کی سعادت حاصل کی۔ اس محفل میں شیخ الاسلام نے ARY چینل کے محترم حاجی عبدالرزاق کی صحتیابی کے لئے خصوصی دعا فرمائی اور تمام معتکفین کو ہدایات جاری فرمائیں کہ مشن مصطفوی کے فروغ میں ARY چینل کی بلامعاوضہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے لئے دی جانے والی خدمات اس بات کی متقاضی ہیں کہ ہم اس چینل کی انتظامیہ اور بالخصوص محترم حاجی عبدالرزاق کو بھی اعتکاف کے ان بابرکت لمحات میں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور محترم حاجی صاحب کی صحت یابی کے لئے خصوصی دعا کریں۔

اس موقع پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے معتکفین کو ایام اعتکاف میں بالخصوص اور عام دنوں میں بالعموم کرنے کے لئے درج ذیل چند مسنون وظائف کی تلقین کی:

۱۔ استغفار و درود وسلام کی کثرت ۲۔ لا الہ الا اللہ کا ورد ۳۔ ''اللہ'' کا ورد

۵۔ وظائف مسبعات عشر (سورۃ الفاتحہ، آیت الکرسی، سورۃ انشراح، سورۃ القدر، سورۃ الکافرون، سورۃ النصر، سورۃ اللھب، سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس)

شیخ الاسلام نے ہر روز صبح نماز فجر کی ادائیگی کے بعد مسبعات عشرہ کا وظیفہ کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر سورۃ کو سات سات مرتبہ پڑھیں اور بعدازاں 100 مرتبہ ''اللہ'' کا ورد کریں۔ یہ عظیم وظیفہ ائمہ کرام کے معمولات میں شامل رہا ہے۔ اس لئے تمام لوگ اس سے روحانی وقلبی طور پر منور ہونے کے لئے اسے اپنے معمولات کا حصہ بنائیں۔

اس مختصر سی محفل کے بعد شیخ الاسلام نے شہر اعتکاف میں اپنا دوسرا خطاب فرمایا۔ جس کا لب لباب ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔

خطاب شیخ الاسلام (موضوع: دور فتن کی علامات)

شہر اعتکاف میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے 21 رمضان المبارک کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

آج فتنوں کا دور ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ جب میری امت کے لوگ طرح طرح کے فتنوں میں مبتلا ہو جائیں گے۔ حکومت میں شامل لوگ محصولات یعنی ٹیکسز کی آمدنی کو ذاتی دولت

سمجھ کر کھا جائیں گے۔ امانت کو مال غنیمت سمجھ کر کھا جائے گا۔ لوگ زکوۃ دینے کو جرمانہ سمجھیں گے۔ لوگ دین کا علم حاصل کرنے کو حقیر جانیں گے اور دنیاوی علم کی طرف رجحان بڑھ جائیگا۔ ایسا وقت آئے گا کہ اولاد اپنے ماں باپ کی قدر نہ کرے گی۔ مساجد میں جھگڑے اور فساد کی آوازیں ہوں گی۔

وہ وقت آئے گا جب شرابی، زانی لوگ برادریوں اور قبائل کے سربراہ بن جائیں گے۔ پھر وہ لوگ جو کردار میں گھٹیا ہوں گے، وہ قوم کے لیڈر اور حکمران بن جائیں گے۔ ان کے شر کے خوف سے ان وڈیروں کی عزت کریں گے۔ گانے والی عورتیں اور گانے والا سامان ہر طرف عام ہو جائے گا۔ شرابیں گھر گھر پی جائیں گی۔

جو لوگ کرپٹ ہیں، انہیں قوم کی امانت تھمائی جائے گی۔ جو لوگ امانتدار ہوں گے، انہیں تہمت دی جائے گی، ان پر الزام لگائے جائیں گے۔ جو جھوٹے ہیں، انہیں سچا قرار دیا جائے گا۔ جھوٹوں کو سچا بنا کر دکھایا جائے گا۔ ہر طرف قتل ہی قتل اور دہشت گردی عام ہو جائے گی۔ ایسے دور میں نافرمانی، سرکشی، حسد اور بخیلی عام ہو جائے گی۔ علم کے چشمے سوکھنے شروع ہو جائیں گے۔

آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ فتنوں کے دور میں جو حکمران ہوں گے وہ امانت کھا جائیں گے۔ وہ وعدہ خلافی کریں گے۔ سارے بے ایمان ٹولے آپس میں ہاتھ کی انگلیوں کی طرح جڑ جائیں گے۔ ان کا ایجنڈا ایک ہو جائے گا۔ جب ایسا زمانہ آ جائے تو پھر ان لوگوں کا ساتھ دو، جو حق پر ہوں۔ یہ نہ دیکھو کہ علمۃ الناس نے کن کو ووٹ دیئے ہیں۔ عوام کی رائے کی پیروی نہ کرو بلکہ دوزخ کی آگ سے بچنے کی فکر کرو۔ کیونکہ ایسے میں اس شخص کا ہی ایمان بچے گا، جو حق پر ڈٹ جانیوالوں کا ساتھ دے گا۔ فتنوں کے اس دور میں خوش نصیب لوگ ہیں، جو نور کے چراغ لے کر اندھیروں کے ساتھ لڑ رہے ہیں۔ الحمدللہ تحریک منہاج القرآن نے دینی و دنیاوی ہر سطح پر کام کر کے دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے۔

علم کے باب میں تحریک منہاج القرآن کی خدمات کل دنیا میں پہنچ چکی ہے۔ پاکستان کے علاوہ مشرق و مغرب، مشرق وسطیٰ، الجزائر، الجریا تک میری کتب ترجمہ کے ساتھ پہنچی ہیں۔ جس سے لوگوں کے عقیدے درست ہو رہے ہیں۔ لوگوں کا تعلق بندگی اپنے رب سے جڑ رہا ہے۔ محبت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے کھل رہے ہیں۔ اہل پاکستان کو مبارک ہو کہ اللہ نے یہ کام اس سرزمین کے سپرد کیا۔ اس مٹی اور اس دھرتی کے حصہ میں آیا۔ دوسری جانب جو نہ ماننے والے ہیں، ان کے سامنے ہمارا کوئی چارہ نہیں کیونکہ ماننے والوں نے تو امام حسین علیہ السلام کو بھی نہیں مانا تھا۔ اگر ہر کوئی مان جاتا تو معجزات دیکھ کر کوئی ابولہب نہ رہتا، کوئی یزید نہ رہتا، کوئی فرعون نہ رہتا، کوئی قارون نہ رہتا۔

الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے اس تحریک کو صحیح راستہ بتانے والی تحریک بنایا ہے۔ پچھلے سال دسمبر، جنوری میں ہم نے صرف آذان دی تھی، جماعت ہونا ابھی باقی ہے۔ جب ایک کروڑ نمازی تیار ہو جائیں گے تو اقامت کہی جائے گی۔ جب ایک کروڑ نمازی کھڑے ہو جائیں گے تو پھر جماعت کھڑی ہوگی، اور جب جماعت کھڑی ہوگی تو پھر باطل خس و خاشاک کی طرح بہہ جائے گا۔ اس کے بعد ظلم و استبداد اور گمراہی کے بادل چھٹ جائیں گے اور مصطفوی انقلاب کا سویرا جلد طلوع ہوگا۔

انقلاب ہمیشہ کمزوروں اور غریبوں کی ضرورت رہا ہے۔ وقت کے قارون، فرعون اور ہامان نے کبھی کسی پیغمبر کی دعوت پر لبیک نہیں کہا۔ امام حسین علیہ السلام کی دعوت پر یزید نے لبیک نہیں کہا۔ دنیا کے کسی بھی ملک کی مثال لے لیں انقلاب ہمیشہ غریب اور محروم طبقہ کے اٹھنے سے ہی آیا ہے۔ یہ امیروں، وڈیروں، جاگیرداروں، ظالموں اور طاقتوروں کی ضرورت نہیں۔ قیامت کے دن اللہ فرمائے گا کہ اے کمزور شخص تو نے ظالم کے سامنے آواز کیوں نہیں بلند کی۔ وہ شخص کہے گا، باری تعالیٰ مجھے ظلم و ستم کا سب معلوم تھا لیکن میں ظالموں کے خوف اور طاقت سے ڈرتا تھا۔ اللہ رب العزت

فرمائیں گے کہ اس کو دوزخ میں پھینک دو، یہ دنیا میں ظالموں کے خوف سے ڈر گیا اور اس کو میرا خوف نہیں آیا۔

اگر ایک کروڑ نمازی جب قیام کرنے والے بن جائیں تو شیطان اپنے چیلوں سمیت بھاگ جائے گا۔ دوسری صورت میں جو ظلم کے خلاف نہ اٹھا تو وہ پھر اللہ کے عذاب کا انتظار کرے۔ عذاب سے وہی معاشرے بچیں گے جو ظلم کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے اور ڈٹ جائیں گے۔ یہ سنت حسین علیہ السلام ہے کہ ظلم کے خلاف ڈٹ جاؤ۔ سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کی سنت ادا کرتے ہوئے عورتیں بھی اپنا کردار ادا کریں۔ تاجدار کائنات ﷺ کے خاندان نبوت نے ظلم کے خلاف آواز اٹھائی۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے یزید کے دربار میں کلمہ حق بلند کیا۔ اللہ کے عذاب سے وہی شخص بچے گا جو برائی کے خلاف ڈٹ جائے گا، چاہے اس کی جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔ اپنی زندگیوں میں نیکی کو نافذ کریں، اپنے اندر اخلاق پیدا کریں۔ معاملات میں، رشتہ داروں کے ساتھ، باہر لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں۔ سنت مصطفیٰ کو مضبوطی سے اپنائیں اور اپنے ایمان کی مضبوطی کے ساتھ اس ظالمانہ نظام کے خلاف ڈٹ جائیں۔

3۔ ۲۲ رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ/ یکم اگست 2013ء (جمعرات)

نماز تہجد، نماز فجر، اشراق کے نوافل کی ادائیگی اور آرام کے بعد معتکفین دن بھر انفرادی و اجتماعی معمولات میں مشغول رہے۔ نماز عشاء اور نماز تراویح کی ادائیگی کے بعد آخری عشرہ کی دوسری طاق رات میں لیلۃ القدر کی تلاش اور اصلاح احوال کے لئے تمام معتکفین خشوع و خضوع سے دامن کو معمور کئے ہوئے مسجد کے صحن اور اس سے ملحقہ میدان میں موجود تھے۔ محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی نے تحریک منہاج القرآن اور اس کے جملہ ذیلی فورمز و شعبہ جات کے زیر اہتمام تعلیمی و فلاحی پروگرامز کا ایک جامع تعارف شرکاء کے سامنے پیش کیا۔ بعد ازاں باضابطہ محفل نعت کا خصوصی اہتمام کیا گیا۔ اس محفل نعت میں ایک طرف محترم محمد حنیف قمر، خواجہ غلام فرید کا کلام

''لجپال سانول اولکیاں نبھا جا کوجی تے کملی نوں گل نال لا جا''

سے محفل کا رنگ جما رہے تھے تو دوسری طرف محترم انصر علی قادری کی آواز میں ''نجر کرو نجر مورے آقا'' کے الفاظ روحانی کیفیات میں اضافہ کا باعث بن رہے تھے۔

اس موقع پر محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی نے مغرب (الجزائر و مراکش) کے لہجہ و انداز سے قصیدہ بردہ شریف پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ بعد ازاں شیخ الاسلام کے چھوٹے پوتے 7 سالہ صاحبزادہ احمد مصطفیٰ العربی نے اپنی معصومانہ آواز میں فلک کے نظاروں زمین کی بہارو سب عیدیں مناؤ حضور آ گئے ہیں

کے الفاظ سے ہدیہ عقیدت پیش کر کے شرکاء اعتکاف کو اولاد کی تربیت کے انداز کی طرف سوچنے پر مجبور کر دیا۔ اس محفل نعت کے اختتام پر شیخ الاسلام کے بڑے پوتے 15 سالہ محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی نے عربی نعت ''یا نور العین'' پیش کر کے شرکاء پر وجد کی کیفیت طاری کر دی۔ اس موقع پر دیگر ثناخوانان ہلکی آواز میں ساتھ ساتھ ''اللہ، اللہ'' کا ذکر کر رہے تھے۔

یہ محفل پوری رات جاری رہی۔ رات کے آخری حصہ میں شیخ الاسلام نے معتکفین سے خصوصی اظہار خیال کیا۔

خصوصی گفتگو شیخ الاسلام (موضوع: عظیم مجموعہ حدیث کی تکمیل)

کینیڈا میں قیام کے دوران میں جس عظیم مجموعہ حدیث کے کام میں مصروف رہا۔ الحمدللہ کئی لاکھ احادیث کا ذخیرہ کھنگالنے کے بعد 8/7 سال میں وہ عظیم کام مکمل ہو گیا ہے۔ 24 جلدوں پر مشتمل اس مجموعہ حدیث میں 25 ہزار سے زائد احادیث وجود ہیں۔ اس پورے کام کو 3 بڑی کتابوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے اور ہر کتاب 8/8 جلدوں پر مشتمل ہو گی۔

۱۔ اس سلسلہ کی پہلی کتاب رمضان المبارک میں چھپ کر آ گئی ہے۔ یہ المنہاج السوی سے 100 گنا زیادہ فائدہ کی حامل عظیم کتاب ہے۔اس کتاب کا نام

''معارج السنن للنجاۃ من الضلال والفتن'' ہے۔ (گمراہی اور فتنوں سے نجات پانے کے لئے سنتوں کی بلندیاں/ سیڑھیاں)

پہلی جلد مقدمہ اور عرب ممالک، مصر موریطانیہ، مغرب، لبنان، حرمین کے علماء وشیوخ کی تقاریظ پر مشتمل ہے۔ جبکہ بقیہ جلدوں میں توحید، رسالت، انبیاء، صحابہ، اہل بیت، مذہب اہل سنت کے ائمہ کے عقائد، عبادات، حقوق و فرائض، اخلاق و آداب، اذکار و دعوات، معاملات، عمرانیات اور زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق راہنمائی پر مشتمل احادیث کو شامل کیا گیا ہے۔ الغرض انفرادی زندگی سے اجتماعی زندگی اور بین الاقوامی زندگی تک کے تمام پہلوؤں کو اس کتاب میں سمودیا گیا ہے۔

اس کتاب کے نمایاں امتیازات درج ذیل ہیں:

☆ہر موضوع آیاتِ قرآنیہ سے مزین ☆مستند ومعتبر احادیث مبارکہ کا گراں قدر ذخیرہ

☆ائمہ سلف صالحین کی تصریحات و توضیحات کا عظیم مرقع ☆مفسرین ومحدّثین کی تشریحات

☆سلیس و بامحاورہ اُردو ترجمہ مع جدید تحقیق وتخریج

اس کتاب کو تمام رفقاء پڑھیں/ پڑھائیں، اس کے حلقات قائم کریں۔ نئے عنوانات و ترامیم کے ساتھ 1200 سال کی تاریخ میں اس طرح کا ذخیرہ تیار نہیں ہوا جس میں جمیع موضوعات کو سمودیا گیا ہے۔

۲۔ اس سلسلہ کی دوسری کتاب صرف ''شان وعظمت مصطفیٰ ﷺ'' کے متعلق ہے۔ اس کی بھی 8 جلدیں ہوں گی۔ میری طرف سے کام مکمل ہوگیا ہے کمپوزنگ اور دیگر اشاعتی امور پر کام جاری ہے۔ یہ کتاب اگلے سال آئے گی۔ اس کتاب کی بھی یہ انفرادیت ہے کہ گذشتہ 1200 سال کی تاریخ میں یہ پہلی مرتبہ ہے کہ صرف شان وعظمت مصطفیٰ ﷺ پر 8 جلدوں پر مشتمل کتاب منظر عام پر آئے۔ قاضی عیاض سے پہلے اور ان کے بعد ''الشفاء شریف'' کے علاوہ فقط آقا کے فضائل عظمت، خصائل، شمائل پر کوئی کتاب نہیں لکھی گئی اور ''الشفاء'' کی بھی ایک جلد ہے۔

الحمدللہ یہ اعزاز بھی ہمیں حاصل ہورہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اور حضور نبی اکرم ﷺ کے صدقے سے اس موضوع پر 8 جلدوں پر مشتمل کتاب پایہ تکمیل کو پہنچی۔ یہ کتاب بھی معارج السنن میں موجود امتیازات اپنے اندر سموئے ہوئے ہوگی۔

۳۔ اس سلسلہ کی تیسری کتاب بھی 8 جلدوں پر ہوگی۔ اس میں مذہب امام اعظم کے مطابق تمام فقہی احکام کو احادیث سے ثابت کیا گیا ہے۔ یہ کتاب 2015ء میں دستیاب ہوگی۔ اس پر بھی کام مکمل کرچکا ہوں۔ یہ کتاب بھی اپنی انفرادیت و امتیازات کی بناء پر فقہ حنفی پر کئے گئے آج تک کے کام میں سب سے بلند درج پر فائز ہوگی۔

ان تینوں کتابوں کا مجموعی نام ''الجامع السنن'' ہوگا۔

معارج السنن کو زیور طبع سے آراستہ کرنے میں فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی مکمل ٹیم میری معاون رہی۔ علاوہ ازیں محترم حاجی منظور حسین مشہدی (ڈائریکٹر منہاج پرنٹنگ اینڈ پبلیکیشنز) کی خدمات بھی قابل تحسین ہیں۔ FMRI اور پریس کی شبانہ روز کی کاوشوں ہی کی بدولت نہایت مختصر وقت میں یہ کتاب چھپ کر آپ تک پہنچی۔

☆ شیخ الاسلام نے ''جامع السنن'' کے سلسلہ کی پہلی کتاب ''معارج السنن'' کے تعارف کے بعد شرکاء اعتکاف سے ''مدِّ نبوی'' کے حوالے سے گفتگو فرماتے ہوئے کہا:

حضور ﷺ کے پاس ایک برتن تھا جسے مدِّ نبوی کہا جاتا ہے۔ حضور ﷺ اکثر دعا فرماتے:

اللھم بارك لنا فی مدنا ۔ ’’اے اللہ ہمارے لئے اس مد میں برکت عطا فرما‘‘۔

اصل برتن جو حضور نے استعمال کیا وہ استنبول میں محفوظ ہے۔ اس سے حضور دودھ پیتے، پانی پیتے، غسل فرماتے، گندم ناپ کر دیتے۔ اس کا نام لے کرصحابہ برکت کی دعا کرتے۔ اس برتن میں 1/4 کم ایک کلو دودھ یاپانی آتا ہے یعنی 7500 گرام/ پون کلو۔ شیخ الاسلام نے اپنے ہاتھ میں موجود برتن کی زیارت کراتے ہوئے فرمایا:

آقا کے برتن کی بعینہٖ Copy میرے پاس موجود یہ برتن ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے زیر استعمال برتن نہیں بلکہ اس وزن اور پیمانہ کے لئے دعا فرمائی جتنی مقدار کا وہ برتن تھا یعنی اس برتن کے لئے دعا نہیں بلکہ اس پیمانہ 7500 گرام کے لئے دعا ہے۔ بزرگ فرماتے ہیں کہ اگر اس انداز، بناوٹ اور مقدار پر مبنی برتن کو مریض بھی استعمال کریں تو شفا ہوگی۔ آپ کوسحری و افطاری میں دیئے جانے والا کھانے کا سامان بھی اس ’’مُد‘‘ سے ماپا جاتا ہے۔

شیخ الاسلام کی اس خصوصی گفتگو کے بعد محترم محمد افضل نوشاہی، منہاج نعت کونسل، امجد بلالی برادران، محترم خرم شہزاد، محترم انصر علی قادری اور حیدری برادران نے مل کر ہدیہ نعت کی سعادت حاصل کی۔

4۔ ۲۳ رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ/ 2 اگست 2013ء (جمعۃ المبارک)

گذشتہ شب دوسری طاق رات تھی۔ معتکفین نے رات بھر عبادت میں مصروف رہنے اور نماز فجر کی ادائیگی کے بعد تھوڑا آرام کیا اور ’’جمعۃ الوداع‘‘ ہونے کی وجہ سے جلد بیدار ہوگئے۔ جمعۃ الوداع کے موقع پر پاکستان بھر سے مزید افراد بھی جمعہ کی ادائیگی کے لئے خصوصی طور پر شریک تھے۔ شیخ الاسلام کے خصوصی خطاب سے قبل تلاوت و نعت پیش کی گئی۔ بعدازاں ’’جمعۃ الوداع‘‘ کے اجتماع سے شیخ الاسلام نے خصوصی خطاب کیا۔

خطاب شیخ الاسلام (موضوع: امت کو عذاب سے کیسے بچایا جاسکتا ہے؟)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ہزاروں معتکفین و معتکفات اور ہزاروں کی تعداد میں جمعۃ الوداع کے اجتماع میں خصوصی شرکت کرنے والے احباب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

ہر صدی میں ایک جماعت ایسی ہوگی جسکا مشن حضور ﷺ کے دین کی سربلندی ہوگا وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضے کی ادائیگی کرے گی اور عشق مصطفیٰ ﷺ اسکی سب سے بڑی پہچان ہوگی۔ اس اجتماعیت کا تشخص صرف تبلیغ نہیں بلکہ مصطفوی انقلاب ہوگا اور مصطفوی مشن سے تعلق رکھنے والے لوگ فتنہ بپا کرنے والوں کے خلاف ڈٹ کر ان کا مقابلہ کریں گے۔ یہ جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی۔ حضور ﷺ نے اس جماعت کی ایک نشانی یہ بتائی کہ ایسا دعویٰ ہر کوئی کرے گا کہ ہم تبلیغ کرنے والے ہیں لیکن دیکھو کہ عشق مصطفیٰ ﷺ کو زیادہ فروغ دینے والا کون ہے؟ کون سی تحریک ہے جس سے عشق مصطفیٰ ﷺ کو پوری دنیا کے کونے کونے میں پھیلا دیا، وہی تحریک، جماعت حق پر ہوگی۔ آقا علیہ السلام نے ان کی یہ نشانی بھی بتائی کہ وہ لوگ فتنہ بپا کرنے والوں کے خلاف ڈٹ جائیں گے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّـهُ سَيَكُوْنُ فِي آخِرِ هَذِهِ الْأُمَّةِ قَوْمٌ لَهُمْ مِثْلُ أَجْرِ أَوَّلِهِمْ، يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَيُقَاتِلُوْنَ أَهْلَ الْفِتَنِ. (دلائل النبوۃ، ۶/۵۱۳)

’’بے شک اس امت کے آخر (دور) میں ایسے لوگ ہوں گے جن کے لئے اجر اس امت کے اولین (دور کے لوگوں) کے برابر ہوگا، وہ نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے اور فتنہ پرور لوگوں سے جہاد کریں گے۔‘‘

آج کے دور میں تحریک منہاج القرآن پوری دنیا میں دین کی دعوت بھی دے رہی، برائی سے روکنے کیلئے عملی اقدام بھی کر رہی ہے اور معاشرے میں پائے جانے والے فتنوں کے خلاف ڈٹ کر سیاسی جدوجہد بھی کر رہی ہے۔ ہر وہ تحریک یا فرد جسے ظالم اور مظلوم دونوں اچھا جانیں وہ اچھا نہیں ہوسکتا۔ اس تحریک کی مخالفت میں جتنے طوفان بھی اُٹھے اللہ تعالیٰ نے انہیں گرد کی طرح بٹھا دیا۔ اس انقلابی تحریک کا کوئی بال بیکا اس لئے نہیں کر سکا کہ یہ اس دور کی وہ اجتماعیت ہے جو حق کو غالب کرنے کیلئے فتنوں کے خلاف ہمہ جہتی جدوجہد پر امن انداز میں کر رہی ہے۔ یہ تحریک اللہ کے کرم اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت عظیم کے صدقے سے عالمی سطح پر تنظیمی نیٹ ورک کے اعتبار سے سب سے بڑی تحریک بن چکی ہے۔ تحریک منہاج القرآن کی سب سے بڑی پہچان عشق مصطفیٰ ﷺ ہے، اسکا تشخص تبلیغی نہیں بلکہ انقلابی ہے۔

تحریک منہاج القرآن ہمیشہ گنبد خضری کے در کی سوالی اور آقا دو جہاں ﷺ کے اس قول کے مصداق رہی، انما انا قاسم واللہ یعطی، اللہ نے اسے اپنے خزانوں سے دیا ہے۔ دنیا کا کوئی ملک، ایجنسی، ادارہ کبھی یہ دعویٰ نہیں کر سکے گا کہ اس تحریک نے ان سے کوئی منفعت حاصل کی ہے۔ عطائے خدا بذریعہ مصطفیٰ ﷺ اس تحریک کے عقیدے کی اساس ہے۔ یہ تحریک اس صدی میں تجدید دین کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔ انتہا پسندی اور دہشت گردی کی بیخ کنی کیلئے اسکی فکری اور عملی کاوشوں سے اسلام کے خلاف منفی پراپیگنڈے کی گرد بیٹھنے لگی ہے مگر ابھی بہت زیادہ کام کرنے کی ضرورت ہے۔

جب تک ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں گے ہمارے لئے خیر ہے۔ اگر ہم برائی کو دیکھتے رہے اور اس کو روکنے کی کوشش نہ کی اس امت پر عذاب آئے گا ہمارا تو پورا معاشرہ ہی برائی کی جڑ بن چکا ہے۔ ہمارا یہ فرض ہے جہاں اگر بدی کو دیکھیں اس کو روکنے کی کوشش کریں، چاہے وہ اجتماعی سطح کی ہو یا انفرادی سطح کی ہو۔ دعوت وتبلیغ کرنے سے بھی کام نہیں چلے گا، فتنوں کے خلاف جنگ کرنا ہوگی، حق کی سربلندی کے لئے انقلابی جدوجہد کرنا ہوگی۔

☆ جمعۃ الوداع کی ادائیگی کے بعد معتکفین نے اپنے روزانہ کے معمولات کو جاری رکھا۔ بعد ازاں حسب شیڈول نماز تراویح کے بعد پروگرام کا آغاز ہوا۔ آج کی محفل نعت کا آغاز شیخ الاسلام کے حکم کے مطابق ''محفل درود پاک'' سے کیا گیا۔ شہر اعتکاف محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ اور دیگر ثناخوانان مصطفیٰ ﷺ کی آوازوں سے کیف وسرور میں ڈوبا ہوا تھا۔ ہر زبان پر یہ کلمات جاری وساری تھے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّد وعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّد عَدَدَ مَاذَکَرَکَ الذّٰکِرُوْن
وَعَدَدَ مَاغَفَلَ عَنْ ذِکْرِکَ الْغَافِلُوْنَ وَعَدَدَمَا کَانَ وَمَایَکُوْن.

اس درود پاک کے ورد کے بعد فضا ایک مرتبہ پھر ایک اور نئے انداز کے درود پاک سے گونج اٹھی:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَوَّلِیْنَ وَالْآخِرِیْنَ وَفِی الْمَلَاءِ الْاَعْلٰی اِلٰی یَوْمِ الدِّیْن.

شیخ الاسلام نے ہدایات جاری فرمائیں کہ آئندہ ان شاء اللہ مذکورہ درود پاک کو تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام قائم گوشہ و حلقہ ہائے درود میں بھی پڑھا جائے گا۔ اس موقع پر صاحبزادہ حماد مصطفیٰ نے ''سلام نور العین'' سے محفل میں مزید ذوق پیدا کر دیا۔ محفل درود پاک کے اختتام پر شیخ الاسلام نے خصوصی گفتگو فرمائی:

خطاب شیخ الاسلام (موضوع: امت کو عذاب سے کیسے بچایا جاسکتا ہے؟)

جمعۃ الوداع کے موقع پر کئے گئے خطاب کے موضوع پر شیخ الاسلام نے مزید گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

حضرت ابوبکر صدیق نے اقتدار سنبھالنے کے بعد اپنے پہلے خطبہ میں فرمایا کہ لوگو تم نے قرآن کی یہ آیت پڑھی

ہوگی کہ اللہ نے فرمایا: تم اپنی جانوں کی فکر کرو، تمہیں کوئی گمراہ شخص نقصان نہ پہنچایا جائے گا۔ اگر تم اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول کے تابع رکھو گے۔ میں نے حضور ﷺ سے سنا کہ ایک زمانہ آئے گا جب اللہ اور اس کے رسول کی ہر طرح کی نافرمانی ہوگی۔ ظالم مضبوط ہوں گے۔ اگر لوگ ظالموں کو ظلم کرتے دیکھتے رہیں اور خاموش رہیں اور ان ظالموں کے ہاتھ نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ سب لوگوں کو (ظالم ومظلوم) اپنے عذاب کی لپیٹ میں لے لے۔

یاد رکھیں! خاموشی کا طرزِ عمل ظلم کے دور میں اللہ اور اس کو رسول کو پسند نہیں۔ حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

اس رب کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اے میری امت کے افراد ہر صورت نیکی کا حکم دیتے رہنا، برائی کے خاتمے کی جدوجہد کرتے رہنا۔ اگر ایسا نہ کیا تو اللہ تم پر اپنا عذاب دے گا، تم اللہ کو پکارو گے مگر اللہ تمہاری دعا کو قبول نہ کرے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ میرے حجرے میں تشریف لائے، میں نے آپ کے چہرہ اقدس کو دیکھ کر جان لیا کہ آپ کی طبیعت کو کوئی چیز بے چین کررہی ہے۔ آپ ﷺ نے وضو کیا اور باہر چلے گئے۔ میں نے پردہ کے پیچھے حضور ﷺ کو صحابہ سے خطاب کرتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اے لوگو! نیکی کا حکم دو، برائی کو روکو، قبل اس کے کہ تم پکارو اور تمہاری پکار نہ سنی جائے، تم سوال کرو اور میں عطا نہ کروں، تم مدد طلب کرو اور میں مدد نہ کروں''۔

ایک اور مقام پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''تمہارے شریر لوگ تم پر مسلط ہوجائیں گے پھر تمہارے اچھے لوگ بھی تمہارے حق میں اگر دعا کریں گے تو وہ دعا بھی قبول نہ ہوگی''۔

☆ اس موقع پر شیخ الاسلام نے تحریکی و تنظیمی حوالے سے کارکنان کی حوصلہ افزائی کے لئے بھی درج ذیل خصوصی گفتگو فرمائی:

شیخ الاسلام نے بیرون ملک سے تشریف لائے ہوئے معتکفین کو خصوصی مبارکباد اور دعائیں دیتے ہوئے فرمایا کہ امسال منہاج القرآن ناروے بیرون ملک سے شریک معتکفین کی تعداد کے اعتبار سے اول نمبر پر ہے۔ اس کا سہرا MYL ناروے کے سر ہے جن کی مکمل ٹیم ہمارے ساتھ معتکف ہے۔ ناروے کے علاوہ سعودی عرب، ڈنمارک، فرانس، جرمنی، اٹلی، کویت، قطر، یونان، ہانگ کانگ، مصر، دوبئی، ملائشیا، شارجہ، سپین، سویڈن، USA، ساؤتھ کوریا، جاپان، لندن، برطانیہ اور دیگر ممالک سے آئے ہوئے جملہ معتکفین خصوصی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ وہ جانی و مالی قربانی دیتے ہوئے اس عالمی روحانی مرکز پر اعتکاف کے لئے تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ ان کے خلوص، جذبات اور محنت و کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

☆ شیخ الاسلام نے نظامت دعوت کی مجموعہ کارکردگی پر مبارکباد دیتے ہوئے فرمایا:

علامہ رانا ادریس کی قیادت میں پوری نظامت دعوت کے علماء نے اس سال بھی رمضان کے ابتدائی ایام میں 24 مختلف شہروں میں عرفان القرآن کے دروس منعقد کئے جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ ان کو بھی میں مبارکباد دیتا ہوں اور ان شہروں کی تنظیمات، رفقا اور دروس کے منتظمین کو لاکھوں مرتبہ مبارکباد اور دعائیں دیتا ہوں۔ آپ کے حوصلے اللہ تعالیٰ روح الامین کے ذریعے ہمیشہ بلند رکھے۔

☆ شیخ الاسلام نے دنیا بھر کی تنظیمات اور پاکستان کی جملہ تنظیمات کو مبارکباد دیتے ہوئے فرمایا:

مبارکباد کے مستحق ہیں وہ تنظیمات اور کارکنان جنہوں نے 23 دسمبر کے اجتماع کو پاکستان کی 65 سال تاریخ کا بڑا اجتماع بنایا۔ پھر لانگ مارچ اور 11 مئی کے دھرنوں میں پرعزم رہے، جان و مال کی قربانی دی۔ ان تمام کو مبارک باد

دیتا ہوں، اللہ آپ کی اس کاوش کو قبول کرے، آپ کی استقامت و توفیق میں اضافہ فرمائے۔ آپ کو مصطفوی انقلاب کے سویرے کے طلوع تک ہمت و توفیق عطا فرمائے اور آپ استقامت کے ساتھ اپنی منزل کی جانب بڑھتے جائیں۔

5۔ ۲۴ رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ/ 3 اگست 2013ء (ہفتہ)

معتکفین رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں دوران اعتکاف اللہ رب العزت کی رحمت، حضور نبی اکرم ﷺ کی نظر کرم کی امید لئے عبادات، نوافل، تلاوتِ قرآن، گریہ و زاری میں دن بھر مصروف دکھائی دیئے۔ آج اعتکاف کا چوتھا دن اور پانچویں رات تھی۔

25 ویں شب رمضان المبارک طاق رات کی مناسبت سے حسب سابق محفل قرأت کا خصوصی اہتمام کیا گیا۔

محفل قرأت کی صدارت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے کی۔ ایرانی سفارتخانہ کے قونصلیٹ جنرل اور ایرانی قراء کا وفد مہمان خصوصی تھے۔ پروگرام کا آغاز محترم قاری محمد ابرار مدنی اور محترم قاری محمد احمد ہاشمی کی تلاوت سے ہوا۔ بعد ازاں ایرانی قراء نے اسماء الحسنٰی، عربی کلام اور قرآن پاک کی تلاوت کو اپنے مخصوص انداز میں پیش کیا۔ ایران کے قاری حافظ محمد کریمی اور محمد اصفہان نے ''قرأت چیلنج'' میں شرکاء کے سوالات کے سو فیصد درست جواب دیئے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے قرآن مجید کو ذوق وشوق سے پڑھنے اور سننے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

سیدنا مولا علی المرتضیٰ نے فرمایا کہ کوئی شخص بھی قرآن کے ساتھ ہم نشین ہو اور قرآن کی صحبت اختیار کرے۔ قرآن کو محبت کے ساتھ سنے، پڑھے اور قرآن کی مجلس میں بیٹھے تو دو چیزیں لے کر اٹھے گا۔ ایک تو ہدایت بڑھ چکی ہوگی اور دوسرا گمراہی کم ہوچکی ہوگی۔ قرآن کسی کو خالی دامن اپنی مجلس سے نہیں اٹھنے دیتا۔

سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قرآن سے دوستی کرنے والے کا عالم یہ ہوتا ہے کہ مشرق سے مغرب تک جتنی زمین ہے، اس میں ساری مخلوق فوت ہوجائے اور ساری زمین خالی ہوجائے تو پھر بھی اسے وحشت، خوف اور تنہائی محسوس نہیں ہوگی کیونکہ قرآن اس کے ساتھ ہوگا۔

امام محمد الباقر اور امام زین العابدین علیہما السلام جب قرآن پڑھتے تو مدینہ میں باب اہل بیت کے باہر لوگوں کا رش لگ جاتا۔ لوگ کھڑے ہوکر دیکھتے کہ یہ اتنی دردناک آواز میں کون قرآن پڑھ رہا ہے۔

امام زین العابدین سے بڑھ کر غم و حزن اور فراق کس کے پاس تھا؟ قرآن کی سنگت ایسی سنگت ہے جو شخص اسے ذوق اور سچے دل کے ساتھ قبول کرلے تو وہ قرآن نہ دنیا میں اسے تنہا رہنے دیتا ہے اور نہ قبر میں۔ جب روز قیامت اللہ تعالیٰ کے حضور حساب و کتاب ہوگا تو قرآن بھی بندے کے ساتھ جائے گا۔ قرآن کہے گا کہ یااللہ، دنیا میں یہ شخص محبت کے ساتھ مجھے پڑھتا اور سنتا تھا، آج میں جنت میں اسے چھوڑنے کے لئے اس کے ساتھ جارہا ہوں۔ لہٰذا لوگو! قرآن کی تلاوت اور سماع تلاوت کا ذوق وشوق اپنے اندر پیدا کرو۔ بدقسمتی سے برصغیر پاک و ہند میں لحن کے ساتھ قرآن پڑھنے اور سماع کرنے کا رواج اور شوق کم ہوتا جارہا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ذوق وشوق کو پھر سے زندہ کیا جائے۔

محفل قرأت کے اختتام پر شیخ الاسلام نے خصوصی خطاب کیا:

خطاب شیخ الاسلام (موضوع: امر بالمعروف ونہی عن المنکر)

حضور ﷺ کی شانوں اور عظمت رسالت کے کئی گوشوں اور صفات میں سے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو

نہایت اہمیت حاصل ہے۔ حضور ﷺ کا ذکر جو پہلی کتب میں موجود تھا ان میں سب سے پہلے حضور ﷺ کی امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی صفت کو بیان کیا گیا۔ قرآن پاک میں بھی مومنین کی خوبی امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو بیان کیا کہ نیکی کے فروغ اور برائی کے خاتمہ کے لئے سینہ سپر ہوجاتے ہیں اور ظلم و ناحق امور کو دیکھتے ہوئے خاموشی اختیار نہیں کرتے۔

جن قوموں نے مال و جان اللہ اور اس کے رسول کے سپرد کردیئے وہاں انقلاب آتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ جان جاتے ہیں کہ اب یہ مال و جان ان کا رہا ہی نہیں، اسی لئے وہ (اللہ) جہاں چاہے اس کو لگائے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو خدا جیسا خریدار نصیب ہوجائے۔ مزہ کی بات یہ ہے کہ جان و مال بھی اس کی طرف سے امانت تھے، سب کچھ اس نے دیا، اس کا ہے مگر پھر بھی ہم ہی سے کہتا ہے کہ مجھے جان بیچتے ہو؟

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

جس نے یہ سودا کیا، اسے قرآن میں خوشخبری دے دی کہ اس سودے کے عوض تم نے جنت خرید لی۔ اب تمہیں چاہئے کہ اس کی بارگاہ میں القائمون، الساجدون، الراکعون، امرون بالمعروف وناہون عن المنکر کی صفات لے کر حاضر ہوجاؤ۔ گویا سودا کرنے والے، توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، دنیا کی لذتوں سے کنارہ کش کرنے والے، سجدے کرنے والے نیکی کا حکم دینے والے بن گئے برائی کو روکنے والے بن گئے۔ دعوت وتبلیغ کرنے والے اگر یہ خوبیاں اپنے اندر پیدا نہ کریں تو یہ منافقت ہے۔ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

ایک شخص کو بروز قیامت دوزخ میں پھینکا جائے گا۔ وہ چکی چلانے والے گدھے کی طرح دوزخ کی آگ میں چکر لگائے گا۔ بقیہ دوزخی اس کے اردگرد اکٹھے ہوکر اس کو پہچان لیں گے کہ تم تو فلاں شخص ہو۔ تم وہ ہو جو لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیتے تھے، برائیوں سے روکتے تھے پھر یہاں کیسے پہنچے؟ وہ کہے گا کہ میں خود عمل نہ کرتا تھا۔ میری بداعمالیاں مجھے یہاں لے آئی ہیں۔

تمام معتکفین اعتکاف میں اللہ کے ساتھ اپنی جانوں کا سودا کر کے جائیں اور نیکیوں کا حکم دینے سے پہلے خود ان پر عمل کریں اور برائیوں سے روکنے سے قبل اپنی زندگیوں سے ان برائیوں کو ختم کریں۔

حضور ﷺ نے فرمایا: بنو اسرائیل جب کثرت سے گناہ کرنے لگے تو ان کے علماء نے انہیں برائی سے روکا مگر وہ نہ رکے۔ نتیجتاً منع کرنے والے کمزور ہوگئے اور آہستہ آہستہ ان کے ہم نشین ہوگئے اور ان کے ساتھ مل کر کھانے پینے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے اس صورت میں ان دونوں کے دل آپس میں خلط ملط کردیئے۔ پھر اللہ نے حضرت داؤد وعیسیٰ علیہما السلام کی زبان سے ان پر لعنت بھیجی۔ اتنا بیان کرنے کے بعد حضور ﷺ نے جس نشست کے ساتھ ٹیک لگا رکھی تھی وہ ٹیک چھوڑ دی اور سیدھے ہوکر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ اگر تم بھی برائی کے خاتمہ کے لئے نہ اٹھو گے تو گناہ گار ہوگے۔

کل قیامت والے دن پوچھا جائے گا برائی ہوتے دیکھ کر چپ رہنے والے تو نے نعرہ مستانہ بلند کیوں نہ کیا؟ وہ کہے گا کہ میں لوگوں سے ڈرتا تھا۔ اللہ فرمائے گا کہ کیا وہ مجھ سے بڑھ کر زیادہ خوف کے حقدار تھے۔ کاش تو میرے خوف کو مقدم رکھتا۔

لوگو! عذاب سے وہی معاشرے بچیں گے جو ظلم کے ضابطے کے خاتمہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ یاد رکھیں! یہ خطابات سیاسی نہیں بلکہ ظلم کے خلاف اپنا کردار ادا کرنے کی اسلام کی تعلیمات کا بیان ہے۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا:

اگر معاشرے کے بڑے لوگ گناہ کریں تو اس کے باعث میں عوام الناس کو سزا نہیں دیتا۔ عوام کو سزا تب ملتی

ہے جب عوام الناس کے سامنے علی الاعلان برائی ہورہی ہو اور وہ مل کر اس ظلم و بدی کو ختم کرنے کی صلاحیت رکھنے کے باوجود نہ اٹھیں اور خاموش رہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے سبب ہر خاص و عام کو عذاب دیتا ہے۔

لہذا تحریک منہاج القرآن سے وابستہ ہر فرد، رفیق، کارکن اور ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اپنی زندگی میں پہلے نیکی کو نافذ کرے، اپنی زندگی سے پہلے برائی کو ختم کرے، اخلاق و کردار، معاملات میں آقا ﷺ کی پیروی کرے، لوگوں کے حقوق ادا کرے۔ یہ اعتکاف گاہ، صرف اعتکاف گاہ ہی نہیں بلکہ ذکر گاہ، تربیت گاہ، محبت گاہ بھی ہے اگر تربیت لے کر جائیں گے تو اللہ کے نور سے تقویت ملے گی، پھر مومن کے سامنے بے ایمان اور منافق ٹھہر نہ سکے گا۔ یہ قوت سجدہ ریزیوں، تلاوت قرآن، ذکر، اخلاق صالح، ادائیگی حقوق سے آئے گی، اس کے بعد فرشتوں کے ذریعے مدد ملے گی۔

6۔ ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ/ 4 اگست 2013ء (اتوار)

تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام جاری اس شہر اعتکاف میں مردوں کے ساتھ ساتھ ہزاروں خواتین بھی شریک تھیں جہاں متعدد خواتین انتظامی کمیٹیاں منہاج القرآن ویمن لیگ کی عہدیداران کی زیر نگرانی شیخ الاسلام کی ہدایات کی روشنی میں مرتب کردہ شیڈول پر عملدرآمد کروانے اور اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگیوں میں مصروف تھیں۔ نماز عشاء و نماز تراویح کی ادائیگی کے بعد شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری خواتین کی اعتکاف گاہ میں تشریف لے گئے جہاں آپ نے ان کی محنت و کاوش پر ان کی حوصلہ افزائی فرمائی اور متعدد گھریلو مشکلات کے باوجود اعتکاف میں شرکت کے لئے آنے پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے انہیں حضرت فاطمہ و حضرت زینب رضی اللہ عنہما کی باندیاں قرار دیا۔ اس دوران مردوں کی اعتکاف گاہ میں معمول کی محفل نعت جاری و ساری رہی۔ خواتین معتکفات سے ملاقات کے اس موقع پر شیخ الاسلام نے خصوصی خطاب کیا۔

خطاب شیخ الاسلام (موضوع: والدین کے حقوق)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت تصریح کے ساتھ والدین کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔ ماں باپ کی خدمت کرنا اور بڑھاپے میں ان کا دل بہلانے کے لیے خوبصورت باتیں کرنے کا درجہ اور ثواب جہاد کے برابر ہے۔ آپ نوجوان بیٹے، بیٹیاں اپنے والدین کو اپنے وقت کا بہترین حصہ دیا کریں۔ جیسے آپ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں میں دلچسپی لیتے ہیں، ان کی زبان میں باتیں کرتے ہیں اور انہیں کہانیاں بھی سناتے ہیں۔ ایک صحابی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے عرض کی:

جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَأْذَنَهُ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ: أَحَيٌّ وَالِدَاكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ.

’’ایک شخص نے حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر جہاد پر جانے کی اجازت چاہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اُن کی خدمت میں ہی جہاد کر۔‘‘ (ابوداؤد، کتاب الجہاد، ۳/ ۱۷، رقم: ۲۵۲۸)

اس حدیث پاک میں ماں باپ کی خدمت کرنے کو جہاد قرار دیا گیا اپنے ماں باپ کی خدمت کریں کیوں جیسے ماں باپ نے آپ کو بچپن میں خود تکلیف میں لے کر پالا خود سردی میں رہ کر آپ کو سردی سے بچایا آپ پر فرض ہے ان کی خدمت کریں اور ماں باپ کی خدمت کرنا قیامت کے دن بخشش کا بہترین ذریعہ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ مِنْ أَبَرِّ الْبِرِّ صِلَةَ الرَّجُلِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ بَعْدَ أَنْ يُوَلِّيَ (النسائی، کتاب الجہاد، ۶/ ۱۱، رقم: ۳۱۰۴)

’’حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والد کے دوستوں سے نیکی کرے۔‘‘

والد کے فوت ہو جانے کے بعد بھی بیٹا اپنے والد کے دوستوں سے حسن سلوک کرے۔ جس مشن کے ساتھ تمہارے والدین منسلک ہیں، اس مشن سے جڑے رہنا۔ جہاں سے ہمیں ایمان، ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سبق ملا، جہاں سے ہمیں نیکی، تقویٰ اور طہارت کا درس ملا، یہ تمہاری ذمہ داری ہے اور تمہاری امانت ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُوْلُ: مَنْ وَصَلَنِي وَصَلَهُ اللهُ، وَمَنْ قَطَعَنِي قَطَعَهُ اللهُ.

"رحم عرش سے مُعلق (وابستہ) ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ جس نے مجھے ملایا اللہ تعالیٰ اسے ملائے، اور جس نے مجھے کاٹا اللہ تعالیٰ اسے کاٹے۔" (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، ۴/۱۹۸۱، رقم: ۲۵۵۵)

جو شخص خونی رشتوں کو جوڑتا ہے، اللہ اس کو جوڑتا ہے۔ لیکن جو شخص اپنے خونی رشتہ داروں کے ساتھ بھلائی نہیں کرتا، ان کے دکھ درد میں شریک نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسے انسان سے اپنا رشتہ کاٹ لیا ہے۔

حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرا نام رحمان ہے۔ میں نے خونی رشتہ کا نام "رحم" رکھا ہے۔ یہ نام اللہ نے اپنے نام سے نکالا، اس لیے جو شخص خونی رشتوں کی قدر نہیں کرتا۔ وہ عرش معلٰی کے ساتھ دشمنی لیتا ہے۔ کیونکہ خونی رشتہ عرش کے ساتھ جڑا ہوتا ہے۔ جو شخص چاہے کہ اس کے رزق اور عمر میں اضافہ ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے خونی رشتوں پر احسان کرے۔ قیامت کے دن ایسے لوگوں کی نیکیاں ان کے منہ پر ماری جائیں گی، جو خونی رشتوں کو چھوڑ کر دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔

ہمارے معاشرے میں بدقسمتی سے اپنے رشتہ داروں کو چھوڑ کر دوسروں پر ہزاروں خرچ کرنے کی عادت ہے لیکن اپنے رشتہ داروں پر ایک روپیہ تک خرچ نہیں کرتے یہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ دین فقط نماز روزے کا نام نہیں بلکہ دین ایک کُل ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرت کو زندگی کے ہر گوشے میں لانا ہوگا۔ اگر ایسا ہو جائے تو پھر بندے کا دنیا میں رہ کر مولیٰ سے تعلق جڑ جاتا ہے۔

7۔ ۲۶ رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ/ 5 اگست 2013ء (سوموار)

شہر اعتکاف میں آج شیڈول کے مطابق روزانہ کے اجتماعی معمولات اور علمی و فکری نشستیں منعقد نہ ہوئیں۔ دن بھر تمام معتکفین 27 ویں شب رمضان لیلۃ القدر کی مناسبت سے رات کو ہونے والے عالمی روحانی اجتماع کی تیاریوں میں مصروف رہے۔ اس عالمی روحانی اجتماع میں شرکت کے لئے سخت گرمی اور پے در پے بارشوں کے باوجود پاکستان بھر سے قافلے دن کو ہی اعتکاف گاہ پہنچنے شروع ہوگئے تھے۔ جملہ انتظامی کمیٹیاں شہر اعتکاف کے اس انتہائی اہم پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے انتظامی طور پر یکسوئی و لگن سے مصروف عمل تھے۔

عالمی روحانی اجتماع (لیلۃ القدر)

نماز عشاء و نماز تراویح کی ادائیگی کے بعد اس عالمی روحانی اجتماع کا آغاز ہوا۔ عالمی روحانی اجتماع میں تحریک منہاج القرآن کی سپریم کونسل کے صدر محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، صدر فیڈرل کونسل محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی القادری، محترم صاحبزادہ احمد مصطفیٰ العربی کے علاوہ ملک بھر سے نامور علماء و مشائخ کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔

اس محفل میں نقابت کے فرائض محترم ارشاد حسین سعیدی نے سرانجام دیئے۔ محفل میں تلاوت کلام پاک کی سعادت محترم قاری محمد ابرار المدنی نے حاصل کی۔ حسان منہاج محترم افضل نوشاہی اور محترم خرم شہزاد نے نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی۔ محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ العربی نے قصیدہ بردہ شریف اور ''یانورالعین'' کے کلمات کے ساتھ عربی نعت وسلام پیش کیا۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے پنڈال میں تشریف لانے کے بعد معزز مہمانان گرامی قدر، علماء، مشائخ اور دیگر مذہبی و سیاسی و سماجی رہنماؤں کو خوش آمدید کہا۔ عالمی روحانی اجتماع کو اے آر وائی نیوز، اے آر وائی ذوق اور منہاج ٹی وی کے ذریعے براہ راست نشر کیا گیا۔

خطاب شیخ الاسلام: (موضوع: صدق)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ستائیسویں شب کے عالمی روحانی اجتماع میں "صدق" کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

جب انسان میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو جائے تو اس میں صدق اور اخلاص پیدا ہوجاتا ہے۔ صدق کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ رسولوں اور انبیاء علیہم السلام کی تعریف کی ہے۔ انبیاء علیہم السلام نے جو اللہ سے صدق کا وعدہ کیا تھا، وہ پورا کر دکھایا۔ صدق کی سات شکلیں بنتی ہیں:

۱۔ الصدق فی القول: صدق فی القول سے مراد اپنی زبان کو ہر وقت سچائی میں مصروف رکھنا ہے۔

۲۔ الصدق فی العمل: صدق فی العمل سے مراد اس سچائی کو عمل میں ڈھال کر زندگی کے ہر فعل میں سچائی کو ظاہر کرنا۔

۳۔ الصدق فی الورع: صدق فی الورع سے مراد بندہ اپنے اخلاق میں اپنے رشتہ داروں، دینی اور دنیاوی تمام امور میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرے اور ہر اس فعل سے دور رہے جو اس کے لئے جہنم کا باعث بنے۔

۴۔ الصدق فی النیہ: صدق فی النیہ سے مراد جو اس کے باطن میں ہو وہی ظاہر میں ہو منافقت اختیار نہ کرے۔

۵۔ الصدق فی الیقین: صدق فی الیقین سے مراد جو وہ زبان سے کلمات ادا کر رہا ہے اس پر اسے کامل یقین ہو۔

۶۔ الصدق فی الطلب: الصدق فی الطلب سے مراد اللہ تعالیٰ کے ساتھ شوق ملاقات کے لئے بے تاب رہے۔

۷۔ الصدق فی المحبہ: الصدق فی المحبہ سے مراد جس سے محبت کرے اس میں ہمیشہ سچائی اختیار کرے اور اپنی محبت کو خالص رکھے۔

اللہ کے ہاں کوئی شخص سچا اسوقت ہوتا ہے، جب وہ امتحان میں پورا اترتا ہے۔ اس لیے صدق اور سچائی صرف قول کا نہیں بلکہ عمل سے ہے۔ لوگو، آج کی رات اللہ کے طالب بنو، اللہ کی طلب کے سوا دنیا کی ہر طلب لغو، جھوٹی اور باطل ہے۔ ہمیں دنیا کی طلب نے اللہ کا نافرمان کر دیا۔ ہم رب کو بھول گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا اور آخرت میں رسوائی کے سوا کچھ میسر نہیں۔ اس لیے ہمیں اپنی نیت اور ارادے کو سچا کرنا ہوگا۔ اولیاء اللہ فرماتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کو توکل کے لیے طلب کرتا ہے، اللہ اس کو توکل عطاء کر دیتا ہے۔ جو اللہ کو محبت کے ساتھ مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو عشق دے دیتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے صدق کا اخلاص طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے صادق اور امین بنا دیتا ہے۔ جو معرفت طلب کرے تو اللہ اس کو معرفت دے دیتا ہے۔

سلطان العارفین بایزید بسطامی نے فرمایا کہ اگر کوئی بندہ ہوا میں اڑے اور پانی پر تیرتا پھرے تو یہ اس کا سب سے گھٹیا مقام ہے۔ اللہ والوں کا اعلیٰ مقام یہ ہے کہ وہ سارا دن روزمرہ کے کام اور معمول انجام دے لیکن اس کا دل اللہ کی طرف رہے تو یہ صدق ہے۔ اللہ خالصتا اس عمل کا اجر دیتا ہے، جو اللہ کی رضا کے لیے ہو۔ جو عمل اللہ کے لیے نہیں کیا

گیا تو اس پر اللہ آخرت میں اپنی قربت نہیں دے گا۔

آج ہم طالبان دنیا ہو گئے، ہمارے قول اور عمل جھوٹے ہو گئے۔ ہماری محبتیں جھوٹی ہو گئیں، ہمارے ارادے جھوٹے رہ گئے۔ آؤ اس راہ پر پلٹ آؤ جس راہ پر اللہ کی محبت، قربت اور صدق ملتا ہے۔ جوانو، آج اپنی زندگیاں بدل لو۔ ایسی زندگی بنالو، جس سے پچھلے زمانوں کی جھلک نظر آئے۔ نوجوانوں اللہ کی نشانیاں بن جاؤ۔ سچ کے علاوہ منہ سے کوئی کلمہ نہ نکلے، اس سے ایمان مضبوط اور جرأت پیدا ہوگی۔ جب ہماری زندگی میں استقامت پیدا ہوجائے گی تو مولیٰ ہماری توبہ قبول کرے گا۔

محفل کا اختتام شیخ الاسلام کی رقت آمیز دعا سے ہوا۔

8۔ ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ/ 6 اگست 2013 (منگل)

آخری عشرہ رمضان آہستہ آہستہ اپنے اختتام کی طرف بڑھ رہا تھا مگر معتکفین کے جذبات اور ان کے روحانی کیف وسرور میں ہر آئے روز مزید اضافہ ہوتا جارہا تھا۔ اعتکاف میں شریک خواتین، بوڑھے، جوان، بچے اور زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے افراد اس آنسوؤں کی بستی سے مغفرت وبخشش کی دعا کے ساتھ ساتھ اپنی علمی وفکری جلاء اور اصلاح احوال کے لئے بھی کوشاں تھے۔

دن بھر عبادات اور علمی وفکری نشستوں میں شرکت کے بعد نماز تراویح میں شرکت کے لئے بھی اولین صفوں میں جگہ کا حصول ہر معتکف کی خواہش تھی۔ اس خواہش کے پیش نظر انتظامیہ نے شیخ الاسلام کی ہدایات کی روشنی میں مختلف ڈویژنز وضلع سے تعلق رکھنے والے معتکفین کو اولین صفوں میں نماز عشاء اور نماز تراویح کا موقع بھی دے رکھا تھا۔ جہاں معتکفین اپنی باری پر شیخ الاسلام کے ساتھ نماز تراویح میں شریک ہوتے۔

آج کی نماز تراویح کی ابتدائی رکعات کی امامت کی سعادت محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی نے حاصل کی۔ نماز تراویح کے بعد حسب شیڈول محفل نعت کا اہتمام کیا گیا۔ محترم محمد ارشاد اعظم چشتی اور محترم محمد افضل نوشاہی نے نعت رسول مقبول ﷺ کی سعادت حاصل کی۔ شیخ الاسلام نے اس موقع پر کمال شفقت ومحبت کا اظہار فرماتے ہوئے پورے پنڈال کا چکر لگایا اور معتکفین کی خیریت دریافت فرمائی۔

محفل نعت کے بعد شیخ الاسلام نے محترم محمد افضل نوشاہی، محترم ظہیر بلالی، محترم امجد بلالی، محترم خرم شہزاد، محترم انصر علی قادری، منہاج نعت کونسل، شہزاد برادران، حیدری برادران اور دیگر جملہ ثنا خوانان مصطفیٰ ﷺ کی حوصلہ افزائی فرمائی جو شہر اعتکاف میں ہر روز محافل نعت کے انعقاد میں پیش پیش رہے۔ آپ نے مذکورہ ثنا خوانان کو منہاج کا باغ قرار دیتے ہوئے محترم محمد افضل نوشاہی کو اس باغ کا مالی قرار دیا۔

بعد ازاں شیخ الاسلام نے محترم شیخ زاہد فیاض (ناظم اعلیٰ)، محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی (صدر PAT)، محترم خرم نواز گنڈا پور (سیکرٹری جنرل PAT)، محترم جواد حامد (سیکرٹری شہر اعتکاف)، مرکزی اعتکاف کمیٹی کے جملہ ممبران اور ذیلی کمیٹیوں کے جملہ ممبران کو شہر اعتکاف کے انتظامات کو احسن طور پر نبھانے پر خصوصی مبارکباد پیش کی۔ اس موقع پر آپ نے منہاج القرآن ویمن لیگ کی پوری ٹیم اور شہر اعتکاف کی خواتین انتظامیہ کے جملہ ممبران کو بھی شہر اعتکاف کے کامیاب انعقاد پر خصوصی مبارکباد اور دعائیں دیتے ہوئے ویمن لیگ کے کردار کو تحریک کی تاریخ کا سنہرا باب قرار دیا۔

اس موقع پر شیخ الاسلام نے شرکاء کو بتایا کہ امسال 80 فیصد وہ خواتین ہیں جو پہلی مرتبہ شہر اعتکاف میں شریک ہوئیں اور مردوں میں سے بھی 60 فیصد وہ افراد تھے جو 40 سال سے کم عمر تھے اور پہلی مرتبہ اعتکاف میں شریک ہورہے

تھے۔ ان نئے افراد کا شہر اعتکاف میں آنا اس بات کی علامت ہے کہ تحریک کا پیغام ہر آئے روز پھیلتا چلا جارہا ہے اور 23 دسمبر، لانگ مارچ، 11 مئی کے دھرنوں اور الیکشن کے بعد کی صورت حال کے تناظر میں شیخ الاسلام کے موقف کی سچائی اور پذیرائی کی بناء پر نئے افراد کی شمولیت کا سلسلہ پہلے سے کہیں بڑھ کر جاری ہے۔ شیخ الاسلام نے شرکاء سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

اعتکاف سے جانے کے بعد ہر شخص ایک سال میں 100 کارکن (لانگ مارچ جیسے) تیار کرے گا۔ ایسے نمازی جو قیام کرنے والے ہوں، کربلا کا سفر کرنے والے نمازی ہوں، کسی سے نہ ڈرنے والے نمازی ہوں، باطل قوتوں سے ٹکرا جانے والے نمازی ہوں، ایسے نمازیوں کی ضرورت ہے۔ ایسے افراد تیار کرنے کے بعد اطلاع کریں اور لکھیں کہ یہ لانگ مارچ جیسی استقامت کے حامل افراد ہیں۔ ہر کارکن/ رفیق تک میرا یہ پیغام پہنچائیں۔ ہر گلی، محلّہ، علاقے میں پروجیکٹر پر میرے خطابات چلائیں۔ اس اعتکاف اور دیگر خطابات کو چلائیں اور 23 دسمبر کی مہم کی طرح اس مہم کو ملک بھر میں پھیلا دیں، ہر شخص ہفتے میں 2 دن اس کام کے لئے وقف کرے۔ ہر شخص اپنی ٹیم کا انچارج ہوگا۔ جب بلایا جائے گا تو وہ شخص اپنے تیار کردہ افراد کو لانے کا ذمہ دار ہوگا۔ جب وقت آئے تو ہر شہر میں کارکنان/ نمازیوں کا سیلاب آجائے۔ ربیع الاول تک 6 ماہ میں 50 افراد کی تیاری کا ٹارگٹ ہر شخص ہر صورت پورا کرے۔

☆ اس موقع پر شیخ الاسلام نے شرکاء اعتکاف کو یہ خوشخبری بھی سنائی کہ امسال میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں منہاج القرآن انٹرنیشنل انڈیا کے زیر اہتمام عالمی میلاد کانفرنس ۱۱، ۱۲ ربیع الاول کی شب ان شاء اللہ العزیز انڈیا میں بھی ہورہی ہے جس میں میں خود شرکت کررہا ہوں۔ پاکستان میں حسب سابق یہ کانفرنس مینار پاکستان پر ہوگی۔ جہاں لاکھوں افراد ویڈیو کانفرنس کے ذریعے انڈیا سے براہ راست نشر ہونے والے پروگرام میں شریک ہوں گے۔

اس گفتگو کے بعد شیخ الاسلام نے اصلاح احوال اور اخلاق واعمال کی تربیت کے تناظر میں درج ذیل خصوصی خطاب کیا:

خطاب شیخ الاسلام (موضوع: عورتوں اور بیویوں کے حقوق)

بنیادی طور پر عورت کے حقوق بھی مرد کے برابر ہیں۔ عورت کے ساتھ مودت، محبت اور ادب سے پیش نہ آنا غیر اسلامی عمل ہے۔ ہمارے معاشرے کا عالم یہ ہے کہ مرد، عورت کے حقوق کو سرے سے مانتا ہی نہیں۔ بلکہ دیہاتوں میں تو یہ غلط رواج ہے کہ مرد، عورت کو اپنی جوتی سمجھتے ہیں۔ عورت کو خادمہ اور نوکرانی نہ سمجھو، یہ تصور قرآنی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے۔

نکاح، شادیوں میں بھی ہم عورت کے حق کا استحصال کرتے ہیں۔ پاکستانی سوسائٹی میں عورت کا حق ہی نہیں سمجھتے اور شادی کے معاملے میں اس سے پسند ناپسند کی رائے نہیں لیتے۔ والدین خود ہی اوپر اوپر سے رشتے طے کر دیتے ہیں۔ شادی کے معاملے میں ماں باپ کا بھی حق نہیں کہ وہ اپنی مرضی نافذ کرے، قرآن نے یہ حق بھی بیٹی کو دیا ہے۔ ماں باپ اپنی مرضی بیٹی پر نہیں کرسکتے۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ بیوہ کا نکاح بھی اس کی اجازت کے بغیر نہیں کیا جاسکتا اور بالغہ کنواری لڑکی کی شادی کے لیے بھی اس کی اجازت ضروری ہے۔

شادی بیاہ کی رسومات میں ہماری زندگی میں دین کی عملاً کوئی قدر و قیمت نہیں رہی۔ ہم دور جاہلیت میں چلے گئے اور کفر سے بھی بدتر زندگی گزار رہے ہیں۔ بدقسمتی ہمارے معاشرے میں دینی تعلیمات اور اس اسلامی اصولوں کے بجائے رسم و رواج کو زیادہ ترجیح دی جاتی ہے۔ اس وجہ سے کہ ہماری ناک کٹتی ہے، لعنت ہو ایسی ناک پر، جسے اللہ اور رسول کا خوف نہیں۔ جس کی وجہ سے آج ہم معاشرے میں ذلیل و رسوا ہورہے ہیں۔ ہماری زندگی کا معیار اللہ اور اس

کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام پر ہونا چاہیے۔

آج اکثر مرد اپنی بیوی کو حق مہر ادا ہی نہیں کرتے کہ ہم نے کون سی طلاق دینی ہے۔ اس طرح مہر نہ دے کر ہم عورتوں کے حقوق کے حوالے سے کمینگی کی حد تک چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح عورت کی عزت، آبرو کا خیال بھی نہیں کرتے اور فوری طلاق دے دیتے ہیں۔ طلاق کا ظلم کرتے وقت کوئی یہ نہیں سوچتا کہ مطلقہ عورت کا کیا بنے گا۔ اس کی پوری زندگی کیسے بسر ہوگی۔ آج ہمارا عالم یہ ہے کہ دین کے معاملے میں ہم عورت کو دور رکھتے ہیں۔ خود دین کی مجالس میں آتے اور تعلیم وتربیت پاتے ہیں، لیکن جب عورت اجازت مانگے تو غیرت کے نام پر اس کو گھر بٹھا دیتے ہیں۔ جب وہی عورت سج دھج کے، بازار، تقاریب اور شادیوں میں جاتی ہے تو اس وقت ہماری غیرت کو کچھ نہیں ہوتا۔ عورت آپ کے بچوں کی تربیت کرتی ہے۔ وہ تعلیم یافتہ نہیں ہوگی تو آپ کی اولاد میں دین کی تربیت کیسے ہوگی۔ کیونکہ مرد نے تو سارا دن گھر سے باہر کام کاج اور کاروبار میں گزار دیا۔ ماں اس لیے دین کی تربیت نہ کر سکی کہ نہ اس کے والدین نے دین سیکھا اور نہ اس کے ظالم شوہر نے دین سیکھنے دیا، یہ ظلم ہے۔ پھر اولاد بدکاریاں نہ کرے تو کیا کرے، اولاد شرابیں نہ پیئے تو کیا کرے، اولاد بری سنگتوں میں نہ جائے تو کیا کرے۔ اولاد کو بری صحبت میں ڈالنے کے مرد ہی ذمہ دار ہیں جس نے عورت کو تعلیم حاصل کرنے کا موقع ہی نہیں دیا۔

پاکستان کی تاریخ میں اسلامی اجتماعات میں عورتوں کی شرکت اور ان کی تعلیم وتربیت کی ابتداء کا سہرا منہاج القرآن کے سر ہے۔ لوگ مجھے کہتے تھے کہ مرد ہو کر عورتوں کو خطاب کرتے ہیں لیکن آج ہر کوئی اس پر عمل کر رہا ہے۔

حدیث مبارکہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

''تم میں سے کسی کی بیوی جب مسجد میں جانے کی اجازت مانگے تو خاوند اسے منع نہ کرے''۔

منہاج القرآن کے وابستہ ہر فرد پر لازم ہے کہ وہ اپنی بیویوں، بیٹیوں اور بہنوں کو دین کی تربیت حاصل کرنے کے برابر مواقع فراہم کرے۔ حضور علیہ السلام کے بارگاہ میں کچھ صحابیات نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ، آپ کی مجلس میں سارا وقت تو مرد لے جاتے ہیں، ایک دن ہمارے لیے وقف فرما دیں۔ اس دن کے بعد آقا علیہ السلام نے ایک دن عورتوں کے لیے مقرر فرما دیا۔ اس دن سے عورتوں کا اجتماع ہوتا، عورتوں کو دین سکھاتے اور ان کی تعلیم وتربیت ہوتی۔

آقا علیہ السلام نے اپنی ذاتی زندگی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دیگر ازواج مطہرات سے حق زوجیت کا بہترین سلوک کر کے خود کو عظیم نمونہ کے طور پر پیش کر دیا۔ اگر معاشرے میں ہم اپنی عورتوں بیویوں کو ایک مقام دیں گے اور یہ عورتیں ہمارے معاشرے کو جنت بنا دیں گے اور ہر شخص کی اولاد نیک اور صالح ہوگی۔ جب تک بیوی کو دین کا علم نہیں ہوگا اولاد کی تربیت اچھی نہیں ہوگی۔

9۔ ۲۸ رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ/ 7 اگست 2013ء (بدھ)

نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضور شیخ الاسلام کی ہدایات کی روشنی میں مسبحات عشرہ کا وظیفہ معمول کے مطابق کرنے کے بعد معتکفین نے نماز اشراق ادا کی اور کچھ دیر آرام کے بعد پھر لگن، شوق اور یکسوئی کے ساتھ الوداع ہوتے اس ماہ رمضان کے انوارات کو انفرادی عبادات کے ذریعے سمیٹنے میں مصروف ہوگئے۔ ہر سطح پر علمی وفکری نشستوں میں حاضری اور شوق بھی قابل دید تھا۔ دن بھر کے معمولات کے بعد بالآخر آخری عشرہ رمضان کی 29ویں رات یعنی آخری طاق رات نے شہر اعتکاف کو ڈھانپ لیا۔ نماز عشاء ونماز تراویح میں گریہ وزاری اور رقت آمیز مناظر دیکھنے میں آرہے تھے۔

آخری طاق رات کی محفل کا آغاز ہوا۔ ثناخوانان مصطفی ﷺ نے آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں ہدیہ عقیدت کے

پھول نچھاور کیئے۔

نمایاں کارکردگی کی حامل تنظیمات، عہدیداران اور کارکنان کی حوصلہ افزائی

بعد ازاں ناظم اعلیٰ محترم شیخ زاہد فیاض نے درج ذیل کیٹگریز میں پاکستان بھر میں اعلیٰ کارکردگی اور نمایاں خدمات سرانجام دینے والے 1200 افراد وتنظیمات کے لئے اسناد، تمغے اور شیلڈز دینے کا اعلان کیا:

۱۔ قراء ونعت خوانان مصطفیٰ ﷺ ۲۔ قابل ذکر خدمات سرانجام دینے والے مرحوم رفقاء وکارکنان

۳۔ 23 دسمبر سے 11 مئی کے دھرنوں تک اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والی پاکستان بھر کی تحریک، PAT، یوتھ لیگ، MSM، علماء کونسل اور ویمن لیگ کی تنظیمات۔

۴۔ پاکستان بھر سے 23 دسمبر سے 11 مئی تک انفرادی حیثیت سے نمایاں خدمات سرانجام دینے والے جملہ فورمز کے عہدیداران وکارکنان۔

۵۔ 23 دسمبر سے 11 مئی تک نمایاں خدمات سرانجام دینے والی بیرون ملک موجود تنظیمات وکارکنان۔

۶۔ 23 دسمبر سے 11 مئی تک نمایاں خدمات سرانجام دینے والے مرکزی قائدین، ناظمین، عہدیداران، مرکزی نظامتیں، شعبہ جات اور صوبائی عہدیداران۔

۷۔ شہر اعتکاف کے انتظام وانصرام کو احسن طور پر سرانجام دینے پر مرکزی شہر اعتکاف کمیٹی کے جملہ ممبران اور ان کے زیر انتظام قائم 54 ذیلی کمیٹیاں اور ان کے جملہ ممبران۔

۸۔ ان کیٹگریز کے علاوہ مجموعی طور پر مشن مصطفوی کے فروغ وترویج کے لئے نمایاں خدمات سرانجام دینے والے درج ذیل مرکزی احباب کے لئے ایوارڈز کا اعلان کیا گیا۔

☆ محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی۔ مرکزی صدر PAT: بطور ناظم اعلیٰ مصطفوی انقلاب کے 10 سالہ سفر کو نظم و ضبط کے ساتھ طے کرنے اور شب و روز محنت اور اخلاص کے ساتھ خدمات سرانجام دینے پر ''نشان منہاج''

☆ محترم بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد۔ نائب امیر تحریک: تحریک کے انتظامی اور تعمیراتی منصوبہ جات کی تکمیل کے لئے اعلیٰ پیشہ وارانہ خدمات پر ''نشان منہاج''

☆ محترم شیخ زاہد فیاض۔ ناظم اعلیٰ: 2006ء سے اب تک پاکستان میں تنظیمی استحکام، افرادی قوت میں اضافہ اور مہمات واجتماعات کے انتظامات کے لئے بہترین اور مثالی خدمات پر ''نشان منہاج''

☆ محترم محمد معراج الاسلام۔ شیخ الحدیث COSIS: مجلّہ منہاج القرآن کے لئے دی گئی تحریری خدمات پر 'تمغہ بخاری'

☆ محترم مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی۔ مفتی اعظم منہاج القرآن: مجلّہ منہاج القرآن کے لئے دی گئی تحریری خدمات پر ''تمغہ ابوحنیفہ''

☆ محترم رانا فیاض احمد خان۔ نائب ناظم اعلیٰ کوآرڈینیشن: مشن کی دیرینہ خدمات پر ''تمغہ خدمت''

☆ محترم سمیع اللہ قادری۔ سابق نائب امیر تحریک: مشن کی دیرینہ خدمات پر ''تمغہ خدمت''

☆ محترم احمد نواز انجم۔ نائب ناظم اعلیٰ تنظیمات: 23 دسمبر 2012ء سے 11 مئی 2013ء تک تمام سرگرمیوں میں غیر معمولی افرادی قوت لانے اور بے مثال خدمات پر ''تمغہ خدمت''

☆ محترم جواد حامد۔ ناظم سیکرٹریٹ و اجتماعات: 23 دسمبر 2012 سے اب تک تمام سرگرمیوں کو نہایت احسن طریقے اور بین الاقوامی معیار کے مطابق آرگنائز کرنے پر ’’تمغہ خدمت‘‘

☆ محترم سید منظور حسین ترمذی۔ سابق چیف آڈیٹر: مشن کی دیرینہ خدمات پر ’’تمغہ خدمت‘‘

☆ محترم جاوید اقبال قادری۔ خزانچی MUL: نہایت ایمانداری سے طویل المیعاد خدمات پر ’’تمغہ خدمت

مذکورہ تنظیمات، عہدیداران، ناظمین، کارکنان کے علاوہ بھی جملہ مرکزی نظامتوں اور فورمز کے ناظمین، سینئر نائب ناظمین، نائب ناظمین اور دیگر عہدیداران کو اسناد حسن کارکردگی، تمغہ ہائے خدمت، شیلڈز اور ایوارڈز سے نوازا گیا۔

وقت کی قلت کے پیش نظر مذکورہ احباب میں سے چند ایک کو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی (صدر PAT) اور محترم ناظم اعلیٰ شیخ زاہد فیاض سے اسناد، ایوارڈز، شیلڈز اور تمغوں سے نوازا۔ شیخ الاسلام نے ہر سطح کی نظامت، فورم، شعبہ جات، تنظیمات، کارکنان کے لئے انفرادی طور پر خصوصی دعا فرمائی۔ تنظیمات و کارکنان کی حوصلہ فزائی کے بعد شیخ الاسلام نے شرکاء شہر اعتکاف 2013ء سے اس اعتکاف کا آخری خطاب فرمایا:

خطاب شیخ الاسلام (موضوع: شوہروں اور اولاد کے حقوق)

آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: کلکم راع و کلکم مسؤول عن رعیتہ.

’’ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق سوال کیا جائے گا‘‘۔

شوہر اپنے گھر کا نگران ہوتا ہے اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ باپ یعنی شوہر کو پورے گھر کا بچوں سمیت نگران بنایا گیا ہے۔ اس لئے کہ گھر ایک چھوٹی سی سلطنت کی مانند ہے اور ایک سلطنت کو دو حکمران نہیں چلا سکتے اس سلطنت کو چلانے کے لئے ایک کو ماننا پڑتا ہے۔ نظام پوری ریاست کا ہو یا گھر کا، اسے یگانگت کے ساتھ چلانا ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شوہر کو نگران بنایا گیا ہے۔ تمام جائز امور میں عورتوں پر واجب ہے کہ اپنے شوہر کی فرمانبرداری کریں۔ صرف ان کاموں میں فرمانبرداری جائز نہیں جو قرآن و سنت کے خلاف ہو۔

شوہر کے حقوق میں سے ہے کہ وہ کام سے واپس آئے تو بیوی کو چاہئے کہ ایسے چہرے کے ساتھ اس کا استقبال کرے کہ بیوی کو دیکھتے ہی اس کی تھکاوٹ دور ہو جائے۔ افسوس ہمارا معاشرہ تباہی کی طرف جارہا ہے تمام بیٹیاں اور بہنیں سن لیں یہ زیب و زینت سب کچھ حق ہے مگر صرف شوہر کے لئے۔ بدقسمتی سے ہماری سوسائٹی کے حالات کچھ ایسے ہیں جب تک بیوی گھر میں رہتی ہے اسے اپنی صفائی وستھرائی اور خوبصورتی کی پرواہ نہیں لیکن جب وہ بازار جاتی ہے تو بن سنور کر جاتی ہے۔ میرا سوال ہے کہ یہ بننا سنورنا تو شوہر کا حق تھا، باہر کس کے لئے یہ زیب آرائش کی جاتی ہے؟ سن لیں! شوہر کے علاوہ باہر بن سنور کر جانا حرام ہے، دوزخ کمانا ہے، اس دنیا کے لئے زیب وآرائش کے پیچھے اپنے لئے دوزخ خریدنا ہے۔ اپنی طبیعتوں میں حیا پیدا کریں تاکہ معاشرے میں عورت کا ایک مقام پیدا ہوسکے۔ شوہروں کے ساتھ وفاداری کریں، معاشرے میں ایک وفاداری کا نمونہ بن جائیں۔ عورتوں کو چاہئے کہ غیر محرم مردوں کے ساتھ ایسی گفتگو نہ کریں جس سے دل میں وساوس اور شیطانی خیالات آئیں اور پیشہ وارانہ امور میں بھی عورتیں غیر محرم افراد کے ساتھ اخلاق کے دائرہ میں رہتے ہوئے زبان کی سختی کے ساتھ دوٹوک لہجے میں بات کریں۔

اولاد کے حقوق پر گفتگو کرتے ہوئے شیخ الاسلام نے فرمایا:

اولاد کا سب سے پہلا حق یہ ہے کہ والدین اپنے بچوں کا خوبصورت اور بامعنی نام رکھیں۔ یہ نام انبیاء کرام، اہل بیت اولیاء صحابیات، اولیاء کرام کے نام پر رکھیں کیونکہ آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اچھے نام رکھا کرو، قیامت کے دن تمہیں انہی ناموں سے پکارا جائے گا۔ اولاد کا دوسرا حق یہ ہے کہ جب پیدا ہوتو اللہ کے نیک صالح بندے سے گھٹی دلوائے اور ساتھ ہی برکت کی دعا کرے۔ تیسرا حق یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو استطاعت دے تو اپنے بچوں کا عقیقہ کریں۔ چوتھا حق یہ ہے کہ ان کی تعلیم و تربیت کا مناسب انتظام کریں۔ بدقسمتی ہے کہ آج کل کے معاشرے میں دین کی بات کرنے والوں کو زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی۔ لوگوں نے دین کے اپنے پیمانے بنا رکھے ہیں، دین کو اپنے رائے کے مطابق قائم کرتے ہیں، دین کو قرآن و سنت، صحابہ اہل بیت، تابعین اولیاء اور صالحین کی رائے پر قائم کرنے کے بجائے اپنی سوچ اور اپنے مفاد غرض و غایت کے مطابق قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ لوگ دین کی سمجھ بوجھ نہیں رکھتے اور دوسروں کے لئے گمراہی کا باعث بنتے ہیں۔

اولاد کی دینی تربیت کے ایسے مواقع فراہم کرنا جن سے ان کی تربیت ہوسکے یہ ان کا حق ہے۔ بچوں میں نماز کی رغبت پیدا کرنے کے لئے ان کی وہ خواہشات پوری کریں یا ان کو کھانے کی وہ چیزیں لے کر دیں جو ان کو پسند ہوں۔

اپنی اولاد کی عزت کرو اور انہیں ادب سے بلاؤ کیونکہ پھر وہ اپنے چھوٹوں کے لئے بھی یہی طرز عمل اختیار کریں گے۔ اپنی اولاد کی تربیت کرو، اپنی زندگیوں میں دین لاؤ، سنت مصطفیٰ ﷺ پر عمل کرو۔ جس گھر میں قرآن اور سنت و دین مصطفیٰ ﷺ کے چراغ روشن کئے جاتے ہیں تو وہاں اللہ کی مدد و نصرت کا نزول ہوتا ہے جو ہمارے احوال بدلنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

شہر اعتکاف سے اس آخری خطاب کے بعد شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی رقت آمیز دعا کے ساتھ اس رمضان المبارک کی آخری رات اپنے اختتام کو پہنچی۔

10۔ ۲۹ رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ/ 8 اگست 2013ء (جمعرات)

رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ/ 2013ء کے آخری دن معتکفین دن بھر انفرادی معمولات میں مصروف رہے۔ شہر اعتکاف آخری مکمل دن گریہ و زاری اور رقت آمیز مناظر کی تصویر پیش کرتا رہا اور بالآخر مختلف متفرق امور اور انفرادی عبادات کے بعد شوال المکرّم کے چاند کی اطلاع پر شیخ الاسلام کی معتکفین کے لئے محبت کے جذبات اور سلامتی و خیر پر مبنی رقت آمیز دعا کے بعد معتکفین اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔ بلاشک و شبہ ان کی اس روانگی پر ملائکہ بھی ان پر فخر کرتے ہوئے ان کی حفاظت و سلامتی پر مامور ہوئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام کو دین اسلام کی تعلیمات پر ان کے مکمل تقاضوں اور روح کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ماہنامہ منہاج القرآن کے سالانہ خریداران متوجہ ہوں!

مصروفیات کی بناء پر کئی احباب ماہنامہ منہاج القرآن کی سالانہ خریداری کے دوبارہ اجراء کیلئے نہ تو مرکز آسکتے ہیں اور نہ ہی منی آرڈر کے ذریعے اپنا زرتعاون بھجواسکتے ہیں۔ ان احباب کی سہولت کیلئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ آئندہ ماہنامہ منہاج القرآن کے جن سالانہ خریدار احباب کا زرِتعاون جس مہینے ختم ہوجائے گا، اس سے اگلے ماہ ان احباب کو 250 روپے سالانہ خریداری کے عوض شمارہ VP کیا جائے گا تاکہ شمارہ سے استفادہ کا تسلسل ٹوٹنے نہ پائے اور انہیں بغیر تعطل کے ہر ماہ شمارہ ملتا رہے۔

امید ہے کہ آپ VP کی صورت میں ارسال کئے گئے شمارہ کو پوسٹ مین سے وصول کرکے اپنے تعاون کو جاری و بحال رکھیں گے۔ (ادارہ)

دوران اعتکاف متفرق امور

☆ دوران اعتکاف شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے شرکاء اعتکاف کو 1500 کنال سے 2000 کنال تک کے رقبہ پر محیط منہاج القرآن کے نئے مرکز کے لئے زمین کی خریداری کی خوشخبری سنائی۔ جہاں پاکستان، انڈیا، بنگلہ دیش اور افغانستان کے خطوں میں موجود تمام بڑی مساجد سے بھی بڑی اور عظیم الشان مسجد تعمیر کی جائے گی۔ جہاں بیک وقت ایک لاکھ افرادی کے اعتکاف بیٹھنے کی گنجائش موجود ہوگی۔ یہ مسجد بیت المقدس کے قبہ صخری کی طرز پر تعمیر کی جائے گی۔ اس مرکز میں 25 ہزار طلباء کے تعلیم و رہائش کے لئے انتظامات بھی ہوں گے۔ علاوہ ازیں یونیورسٹیز، دارالعلوم، ریسرچ سنٹر، تربیتی مرکز اور دیگر درجنوں تعلیمی و فلاحی شعبہ جات قائم ہوں گے۔

☆ اعتکاف کے دوران شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے بیرون ملک سے شہر اعتکاف میں شریک افراد، پاکستان کی جملہ تنظیمات کے عہدیداران اور منہاجینز کے ساتھ خصوصی ملاقاتیں کیں۔

☆ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ترجمہ قرآن ''عرفان القرآن'' کا سندھی زبان میں ترجمہ کرنے پر تحریک منہاج القرآن سندھ اور کراچی کی تنظیمات کو خصوصی مبارکباد پیش کرتے ہوئے دعاؤں سے نوازا۔

اعتکاف کے موقع پر شیخ الاسلام کی نئی کتب

☆ اعتکاف کے دوران شیخ الاسلام کی درج ذیل نئی کتب منظر عام پر آئیں۔

۱. مَعَارِجُ السُّنَنِ لِلنَّجَاةِ مِنَ الضَّلَالِ وَالْفِتَنِ

عقائد وعبادات، فضائل اَعمال، حقوق و فرائض، اَخلاق و آداب، اَذکار و دعوات اور معاملات و عمرانیات جیسے اَہم موضوعات پر مشتمل 8 ضخیم جلدوں کا تاریخی مجموعہ اَحادیث

(اس کتاب کی مکمل تفصیل آپ شیخ الاسلام کی زبانی گذشتہ صفحات پر ملاحظہ کرچکے ہیں)

۲۔ سلسلہ تعلیماتِ اِسلام (۸): زکوٰۃ اور صدقات

اعتکاف کے موقع پر زیور طبع سے آراستہ ہوکر آنے والی دوسری کتاب تعلیمات اسلام کے سلسلہ کی آٹھویں کتاب ''زکوٰۃ اور صدقات'' ہے۔ اس کتاب میں اِنفاق فی سبیل اللہ کی فضیلت، زیورات پر زکوۃ، رہائشی مکان، فلیٹ اور پلاٹ پر زکوۃ جیسے موضوعات زیر بحث ہیں۔

۳۔ صدائے اِنقلاب (مجموعہ خطابات)

اعتکاف کے موقع پر منظر عام پر آنے والی تیسری کتاب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے درج ذیل مواقع پر ہونے والے تاریخی اجتماعات سے کئے گئے خطابات کا مرتبہ مجموعہ ہے۔

☆ 23 دسمبر 2012ء: عوامی اِستقبال، مینارِ پاکستان لاہور

☆ 13 تا 17 جنوری 2013ء: اِسلام آباد لانگ مارچ اور دھرنا

☆ 15، 17، 22 فروری اور 17 مارچ 2013ء: اِنقلاب مارچز اور عوامی اِجتماعات

تاریخ انسانیت کا پہلا قتل

احسان حسن ساحر

قرآن مجید میں مذکور قصص، مضامینِ قرآن کا اہم ترین موضوع ہے۔ ان واقعات وقصص کو بیان کرنے کا مقصود انسان کو ان احوال و اعمال سے اجتناب کی ترغیب دینا ہے جن کے کرنے پر گزشتہ امتیں اور ان کے افراد گمراہی و ضلالت کا شکار ہوئے اور ان اعمالِ حسنہ کی طرف متوجہ کرنا ہے جو ان امتوں کے نیک و پرہیزگار بندوں کی بخشش و نجات کا باعث بنے۔ قرآن مجید میں حضرت آدم علیہ السلام کا جنت سے زمین پر اتارا جانا، زمین پر انسانی زندگی کی ابتدا، حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کی افزائش اور آپ کے ایک بیٹے قابیل کے ہاتھوں ہابیل کے قتل کا واقعہ اجمالاً بیان ہوا ہے۔ تفاسیر و تاریخ کی کتب میں ان واقعات کو قدرے تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ذیل میں اسی واقعہ کے پس منظر اور پیش منظر کو قارئین کی نذر کیا جارہا ہے:

تاریخ انسانیت کا پہلا قتل قابیل کے ہاتھوں ہابیل کا ہوا۔ قرآن مجید کی سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۲۷ تا ۳۱ میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ تاہم اس واقعہ کو بخوبی سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ اسے آدم علیہ السلام کے جنت سے نکل کر خطۂ زمین پر آباد ہونے کے بیان سے شروع کیا جائے۔

ایک روایت کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کو سرزمین ہند میں اتارا گیا۔ حضرت حوا کو سعودی عرب کے قدیم اور مشہور شہر جدہ میں اتارا گیا۔ (سیرۃ حلبیہ، امام دُحلان، ۱:۴۹۳)

اگر رب العزت چاہتا کہ آدم و حوا کو زمین پر ایک ہی جگہ اتارا جائے تو ایسا بھی ممکن تھا مگر دونوں کو زمین کے مختلف مقامات پر اتارا گیا۔ اس کی ایک حکمت یہ تھی کہ رب العالمین نے آدم علیہ السلام کو خلافت ارضی کے لئے ہی خلق فرمایا۔ اور انہیں جنت الفردوس میں معصوم اور ایک دوسرے کی ضرورت سے یکسر بے خبر رکھا۔ اگرچہ قد کاٹھ کے اعتبار سے دونوں کو پہلے دن ہی مکمل مرد اور عورت کا جسم عطا فرمادیا گیا مگر ان کی ذہنی بالیدگی اور جنسی شعور اس وقت کامل ہوئی جب انہوں نے نیک و بد کی پہچان کا پھل کھالیا۔ رب العالمین نے جنت کا وہ پھل پیدا ہی اس لئے کیا تھا کہ آدم وحوا اس کو کھا کر اپنی ذہنی بالیدگی کا ثبوت دیں۔ جونہی وہ اس قابل ہوئے کہ مرد و عورت کے فطری تقاضوں کو پورا کرسکیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اصلی منصب یعنی خلافت ارضی پر انہیں متمکن فرمادیا کہ جائیں اور زمین پر نائب خالق کائنات کے طور پر اپنی ذمہ داریاں انجام دیں۔

ایک دوسری روایت کے مطابق زمین پر اتر کر دنیا کے یہ دونوں اولین انسان مسلسل آہ و زاری

کرتے رہے۔ کئی برس پر محیط یہ سلسلہ آہ و فغاں جاری رہا تو رحیم و کریم رب کو اپنے ان بندوں پر رحم آ گیا۔ چنانچہ ان کی رہنمائی اس طرح فرمائی کہ دونوں استغفار کرتے ہوئے ایک دوسرے کی محبت اور تمنا دل میں لئے سرزمین عرفات میں داخل ہوگئے۔ جب وہاں ایک نے دوسرے کو دیکھا تو فوراً پہچان لیا کہ یہ تو وہی میرا ہمدم و رفیق ہے جو مجھے جنت الفردوس میں عطا کیا گیا تھا۔ ان کے دلوں سے بیک وقت یہ آواز اٹھی کہ تم تو میرے قدیم ساتھی ہو۔ چنانچہ اس تعارف، شناسائی، پہچان اور عرفان کی وجہ سے اس میدان کا نام عرفات رکھ دیا گیا یعنی باہمی شناخت کا مقام۔

(سیرۃ حلبیہ، ۱:۴۹۳)

بعد ازاں اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت آدم نے کعبۃ المعظمہ کو تعمیر کیا۔ تعمیر کعبہ مکمل ہوئی تو آدم علیہ السلام اپنی زوجہ حوا کو ساتھ لے کر اپنے وطن روانہ ہوگئے اور بعد ازاں سرزمین سے مکہ معظمہ پیدل حج کرنے کے لئے آتے رہے۔ ایک روایت کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی زوجہ کے ساتھ چالیس حج کئے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا قد ساٹھ گز یعنی 180 فٹ تھا۔ زمین کا پورا کرہ ان کے تصرف میں تھا اتنے بڑے قد آور انسانوں کے لئے زمینی فاصلے اور مسافتیں کوئی معنی نہ رکھتی تھیں۔ ان کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا کوئی مشکل کام نہ تھا۔ (سیرۃ حلبیہ، ۱:۴۸۱)

اولادِ آدم کا آغاز

حضرت آدم و حضرت حوا علیہا السلام کے زمین پر نزول اور مقام عرفات پر ملاقات کے ایک عرصہ بعد اللہ رب العزت نے زمین پر ان کی اولاد کا سلسلہ شروع فرمایا اور وقت مقررہ پر حوا کے ہاں ایک بیٹے اور ایک بیٹی نے جنم لیا۔ پھر ان کے پروردگار کی نظر کرم سے مزید ایک بیٹا اور بیٹی تولد ہوئے۔ اس طرح جب یہ عالم شباب کو پہنچے تو جبرائیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر یہ بتایا کہ پہلے حمل کے بیٹے کو دوسرے حمل کی بیٹی سے اور دوسرے حمل کے بیٹے کو پہلے حمل کی بیٹی سے بیاہ دیا جائے تاکہ نسل انسانی پھولے پھلے۔ اس حکم ربانی کے تحت آدم علیہ السلام نے اپنے بچوں کی شادیاں کردیں۔

روایات بتاتی ہیں کہ آدم علیہ السلام کے ہاں 120 بیٹے اور 119 بیٹیاں پیدا ہوئیں اور 119 جوڑے بحکم ربی نکاح کے بندھن میں باندھ دیئے گئے۔

(سیرۃ حلبیہ، ۱:۱۱۰)

قابیل و ہابیل میں باہمی اختلاف کی وجہ

حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے 118 جوڑوں نے صبر وشکر کے ساتھ اپنی ازدواجی زندگی گزارنا شروع کردی اور اپنے باپ کی نسل کو آگے بڑھانے کا سلسلہ جاری رکھا جبکہ 119 واں بیٹا اس فیصلہ پر راضی نہ ہوا، اس بیٹے کا نام قابیل تھا اور اس سے پہلے کا نام ہابیل تھا۔ قابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی حضرت آدمؑ کی بیٹی کا نام اقلیمہ جبکہ ہابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی دوسری بیٹی کا نام لبود رکھا گیا۔ دستور کے مطابق قابیل کی شادی لبود سے اور ہابیل کی شادی اقلیمہ سے کردی گئی۔ آدم علیہ السلام کا پیکر کئی قسم کی مٹی سے بنایا گیا تھا جس میں ہر طرح کے رنگ، روپ اور خوبو کا امتزاج تھا اس لئے ان کی اولاد بھی مختلف رنگوں اور مزاجوں سے پیدا ہوتی رہی۔ کسی کا رنگ سفید تو کوئی کالا، کسی کی رنگت سانولی اور کوئی زردی مائل۔ ہابیل کی زوجہ اقلیمہ حسن و جمال، دلکشی اور خوبصورتی میں قابیل کی زوجہ لبود سے کہیں زیادہ حسین تھی۔ ہابیل اور اقلیمہ کا رنگ سانولا تھا مگر مزاج کے اعتبار سے اطاعت گزار اور صلح کن تھے جبکہ قابیل کا رنگ سفید اور سرخی مائل تھا اور مزاجاً درشت تند خو اور سرکش تھا۔ ہابیل

گلہ بانی کرتا جبکہ قابیل نے کھیتی باڑی کا کام سنبھال لیا۔ یہ ذمہ داریاں خود آدم علیہ السلام نے ان کو دی تھیں۔

(طبقات ابن سعد، ۱: ۵۰)

ایک روز قابیل کو کھیتوں میں کام کے دوران ایک بزرگ کی شکل میں شیطان سے ملاقات ہوئی۔ اس نے کہا اے قابیل تمہیں معلوم ہے کہ تیرے والد (آدم) سے میرے دیرینہ تعلقات ہیں، اسی بات چیت کے دوران اس نے قابیل کی بیوی کا ذکر بھی کیا اور کہا کہ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ کے والد نے آپ کی شادی لبود سے کردی ہے۔ میرے خیال میں اس نکاح سے تمہارے ساتھ سراسر زیادتی اور ناانصافی کی گئی ہے کیونکہ تم جیسے خوبرو اور وجیہہ نوجوان کے ساتھ لبود جیسی معمولی شکل و صورت کی لڑکی کسی لحاظ بھی موزوں نہیں۔ بھلا یہ کہاں کی دانشمندی اور انصاف ہے کہ حسین و جمیل لڑکی معمولی خدوخال والے ہابیل کی منکوحہ بنا دی جائے جبکہ تم جیسے شکیل وجمیل نوجوان کے لئے کم خوبصورت بیوی کا انتخاب کیا جائے۔ مجھے تو تمہارے باپ کے اس غیر منصفانہ فیصلے پر بڑا تعجب اور افسوس ہے۔ اب اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہاری آنے والی نسلیں بھی زیادہ خوبصورت نہ ہونگی جبکہ ہابیل کی اولاد اپنی حسین والدہ کی طرح خوش جمال ہونگی۔ میرا مشورہ ہے کہ اس غیر عادلانہ طرز عمل پر تم اپنے والد کے سامنے احتجاج کرو میرا خیال ہے کہ وہ تمہارا یہ جائز مطالبہ سن کر تمہیں پورا پورا انصاف دے گا۔

قابیل نے اس بزرگ کی سب باتیں سن لیں تو اس کے دل میں یہ گمان پیدا ہوا کہ شاید میرے والد نے جان بوجھ کر میرے ساتھ یہ زیادتی کی ہے، آخر اقلیمہ میرے حصہ میں کیوں نہ آئی؟ بزرگ نے جب قابیل کو خاموش دیکھا تو اپنا آخری مہلک حربہ استعمال کرتے ہوئے بولا اے نوجوان! اگر تمہارا والد تمہاری بات سے راضی نہ ہوا تو پھر تم واپس اسی جگہ لوٹ آنا، میں تم کو کوئی دوسری ترکیب بتاؤں گا۔ یہ کہہ کر وہ بزرگ آناً فاناً قابیل کی نظروں سے اوجھل ہوگیا اور اسے ایک عجیب مخمصے میں ڈال گیا۔

قابیل کے دل میں اس بزرگ (شیطان) کی باتیں سرائیت کرچکی تھیں اس کا دل اپنے کام سے بھی اچاٹ ہوگیا۔ وہ موقع پاکر بڑی نفرت اور بددلی سے اپنے والد حضرت آدم علیہ السلام کے پاس پہنچا، باپ نے بیٹے کے چہرے کے آثار دیکھے تو پوچھے بغیر نہ رہ سکے کہ اسے کیا ہوا ہے؟ قابیل نے بڑے تلخ لہجہ میں کہا مجھے لبود کے ساتھ کیا ہوا نکاح منظور نہیں ہے۔ وہ تو اس لڑکی کے ساتھ شادی کرے گا جو اس کے ساتھ تولد ہوئی۔ بغاوت کا یہ خطرناک انداز دیکھ کر حضرت آدم علیہ السلام بہت فکر مند ہوئے اور سوچنے لگے کہ یہ کیسا ناخلف و نافرمان فرزند ہے جو قانون الٰہی کو جھٹلا رہا ہے۔ مصلحتاً انہوں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی اور فرمایا یہ قانون ربانی ہے جسے کسی طور پر بھی ٹالا اور بدلا نہیں جاسکتا۔ قابیل نے کہا آپ اپنے رب سے یہ قانون بدلوا سکتے ہیں، اللہ جو چاہے کرسکتا ہے معذور اور مجبور تو ہم لوگ ہیں۔ بیٹے کی تمام گفتگو سن کر مجبور باپ نے کہا کہ پھر انتظار کرو اللہ کے فیصلے کا مجھے امید ہے کہ وہ اپنے نبی کی اس پریشانی کو ضرور رفع فرمادے گا۔

فیصلہ کیلئے قربانی کا حکم

عالم اضطراب میں حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے ہاتھ بارگاہ الٰہی میں اٹھائے اور عجز و نیاز کا دامن تھام کر نہایت رقت آمیز انداز میں گڑگڑا کر یہ دعا فرمائی کہ اے میرے مالک و مولا اس مشکل اور پیچیدہ مسئلے کا کوئی احسن حل عطا فرمادے۔ فوراً دعائے آدم کو شرف قبولیت عطا ہوا اور اللہ کا فرستادہ پیغام لے کر حاضر ہوا، جس میں بتایا گیا کہ دونوں بھائی اپنی اپنی کمائی میں سے اپنے رب کے حضور قربانی پیش کریں جس کی قربانی اللہ کے ہاں قبول ہوگئی، فیصلہ اسی کے حق میں کیا جائے گا۔

آدم علیہ السلام نے قابیل کی سرکشی اور اللہ کے پیغام سے ہابیل کو مطلع کردیا۔ سعادت مند بیٹے نے باپ کی بات سن کر کہا مجھے آپ اور رب کا ہر حکم منظور ہے۔ میں اپنی بھیڑوں میں سے بہترین جانور لاکر رب کے حضور پیش کردوں گا۔ ہابیل نے وہ رات بڑے سکون واطمینان سے گزاری جبکہ اس کا بھائی قابیل شب بھر اندیشوں اور وسوسوں کی اذیت میں کروٹیں بدلتا رہا۔ جب صبح ہوئی تو آدم علیہ السلام کے بتائے ہوئے فیصلہ کے مطابق اٹھ کر وہ اپنے کھیتوں میں گیا تاکہ وہاں سے قربانی کے لئے کچھ بالیں لے آئے۔ اس نے دیکھا کہ وہی شیطانی بزرگ پہلے سے ہی وہاں موجود تھا اس نے قابیل کی پریشان حالت اور اترا ہوا چہرہ دیکھا پوچھا کہ تم اتنے پریشان کیوں ہو؟ قابیل نے تمام قصہ من وعن اسے سنادیا۔

شیطان معنی خیزانداز میں بولا یہ صورت حال تمہارے باپ کی جانب داری کو ظاہر کرتی ہے، اب تو مجھے یہ خدشہ ہوگیا ہے کہ شاید تمہاری یہ قربانی بھی قبول نہ ہو۔ لہذا تم اپنے خون پسینہ کی کمائی کا یہ قیمتی اثاثہ کیوں ضائع کررہے ہو۔ یہ کہہ کر وہ بزرگ پھر غائب ہوگیا اور قابیل کے دل میں مزید ایک نیا وسوسہ ڈال گیا۔ اس نے خیال کیا کہ اگر واقعی میری قربانی کسی کام نہ آئے گی تو میں کیوں اپنی کمائی ضائع اور برباد کروں۔ چنانچہ اس نے قربانی کے لئے اچھی کی بجائے کم تر، گھٹیا اور کچی بالیں لیں اور چل پڑا جبکہ ہابیل نے اپنے ریوڑ میں سے سب سے بڑے، صحت مند پرگوشت اور موٹے تازے دنبے کا انتخاب کیا۔ دونوں بھائیوں نے اپنی اپنی جگہ پر قربانیاں رکھ دیں۔

قربانی کی قبولیت کی علامت

تاریخ انسان کا یہ وہ ابتدائی دور تھا جب کوئی گداگر نہ تھا جسے صدقہ وخیرات دیا جاسکتا۔ نسل آدم علیہ السلام میں کوئی محتاج نہ تھا۔ بس اللہ کے حضور قربانی دینے کا ایک ہی طریقہ تھا کہ قربان گاہ پر اپنی محبوب اور من پسند چیز نذر کے طور پر لاکر رکھ دی جاتی، آسمانوں سے ایک تیز وتند برقی لہر لپک کر آتی اور قبول ہونے والی چیز کو اچک کر ساتھ لے جاتی۔ ہابیل چونکہ پہلے ہی اپنے والد کا اطاعت گزار تھا لہذا نہایت خلوص اور انکساری کے ساتھ وہ اپنی قربانی پیش کرنے کے لئے حاضر ہوگیا جبکہ قابیل مکمل طور پر شیطان کے جال میں گرفتار ہو چکا تھا لہذا وہ گھٹیا اور کم تر چیز لے کر قربان گاہ میں آیا۔

ہابیل کی پیش کردہ قربانی کی قبولیت

اس وقت آدم علیہ السلام نے ایک بار پھر بارگاہ رب العزت میں التجا کی کہ ان دونوں میں سے تیرا جو پسندیدہ بندہ ہے اس کی نذر قبول فرمالے۔ پیغمبر کی اس دعا کے ساتھ ہی آسمان کی وسعتوں سے ایک تیز برقی لہر چمکی اور زمین پر آکر ہابیل کی نذر لے کر واپس آسمانوں میں گم ہوگئی۔ قابیل کی بالیں اس جگہ بکھری پڑی رہ گئیں۔ قرآن مجید میں اس قربانی کے واقعہ کی طرف یوں اشارہ کیا گیا ہے:

اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ. (المائدۃ:۲۷)

”جب دونوں نے (اللہ کے حضور ایک ایک) قربانی پیش کی سو ان میں سے ایک (ہابیل) کی قبول کر لی گئی اور دوسرے (قابیل) سے قبول نہ کی گئی“۔

یہ دیکھ کر قابیل کو اپنے شک پر مکمل یقین ہوگیا کہ اللہ بھی ہابیل ہی کا طرفدار ہے۔ وہ اپنے اس دلی صدمہ کا ذکر کسی سے بھی نہ کرسکا۔ دوسرے روز وہ اپنے غمزدہ دل کے ساتھ اپنے کھیت میں گیا، اس نے دیکھا کہ وہی بزرگ بڑی تیزی سے اس کی طرف آرہا ہے۔ وہ مڑ مڑ کر پیچھے کی طرف بھی دیکھ رہا تھا۔ قابیل کے کھیت کے پاس پہنچ کر اس نے ایک دم ایک بڑا پتھر اٹھایا اور اس سانپ کو مارا جو اس کے تعاقب میں چلا آرہا تھا۔ سانپ

نے ایک بل کھایا اور ساکت ہوگیا۔ قابیل یہ سارا منظر حیرت اور دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ بزرگ نے مخاطب کیا اور بولا اگر تمہارا دشمن تم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرے تو اسی طرح اس کو کچل کر رکھ دو۔ یہ کہہ کر وہ پھر غائب ہوگیا۔

ہابیل کا قتل

اب قابیل کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ وہ بھی ہابیل کا سر اسی طرح کچل دے۔ ابھی وہ سوچ میں گم تھا کہ ہابیل اپنا ریوڑ لے کر ادھر آنکلا، اس نے بھائی کو دیکھ کر کہا اے بھائی کیا سوچ رہے ہو؟ اس نے بڑی نفرت سے کہا تم نے میرے حق پر جبراً قبضہ کر رکھا ہے میں کسی دن تمہارا سر کچل دوں گا۔ ہابیل نے بڑے تحمل سے جواب دیا:

لَئِنْ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ. اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ. (المائدة، ۲۸،۲۹)

”اگر تو اپنا ہاتھ مجھے قتل کرنے کے لیے میری طرف بڑھائے گا (تو پھر بھی) میں اپنا ہاتھ تجھے قتل کرنے کے لیے تیری طرف نہیں بڑھاؤں گا کیوں کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ میں چاہتا ہوں (کہ مجھ سے کوئی زیادتی نہ ہو اور) میرا گناہِ (قتل) اور تیرا اپنا (سابقہ) گناہ (جس کے باعث تیری قربانی نامنظور ہوئی سب) تو ہی حاصل کرلے پھر تو اہلِ جہنم میں سے ہو جائے گا اور یہی ظالموں کی سزا ہے“۔

حج کا موسم آرہا تھا، آدم علیہ السلام معہ اہل و عیال حج کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہوگئے۔ ان کی عدم موجودگی میں ایک روز ہابیل حسب معمول اپنا ریوڑ لے کر چراگاہ میں پہنچا، وہ ستانے کے لئے ایک پتھر کی اوٹ میں لیٹ گیا، تھکن کے سبب اسے نیند آگئی۔ ادھر قابیل اسی تاک میں تھا کہ کب موقع ملے اور وہ اپنے بھائی کا کام تمام کردے۔ اس نے جب ہابیل کو محوخواب دیکھا تو نزدیک ہی پڑا ایک بھاری پتھر اٹھایا اور پوری قوت سے ہابیل کے سر پر دے مارا۔ ہابیل کا جسم تھرتھرایا کچھ دیر کے لئے تڑپا اور پھر ہمیشہ کے لئے ٹھنڈا ہوگیا۔

یہ پوری زمین پر کسی انسان کا پہلا قتل تھا۔

اب وہ پریشان ہوگیا کہ مردہ بھائی کے جسم کو کہاں رکھے وہ بھائی کی میت کے پاس ہی بیٹھ کر رونے لگا۔ تاریخ انسانیت میں کسی کی موت پر یہ پہلا نوحہ اور ماتم تھا۔ وقت گزرتا گیا یہاں تک کہ سورج غروب ہوتے ہی ہر طرف اندھیرے چھانے لگے۔ ہابیل کا ریوڑ پیٹ بھر کر خود ہی اپنے گھر کی طرف چل پڑا۔ قابیل مسلسل پریشان ہوتا گیا، وہ بھائی کے مردہ جسم کو تنہا چھوڑ کر کسی جگہ جا بھی نہ سکتا تھا۔ اسے یہ خیال بھی پریشان کررہا تھا کہ گھر والوں نے اگر ہابیل کی بابت پوچھا تو کیا جواب دوں گا۔ پھر اس نے لاش کو اٹھایا اپنی کمر پر رکھا اور گھر کی طرف چلنے لگا، جب وہ چلتے چلتے تھک گیا تو رات کے سیاہ اندھیرے ہر طرف پھیل چکے تھے۔ اس نے لاش کو زمین پر رکھا اور اس کے قریب خود بھی سوگیا۔

جب اگلی صبح کا سورج طلوع ہوا تو قابیل کی آنکھ کھل گئی۔ بھائی کا مردہ جسم اس کے سامنے بے حس و حرکت پڑا تھا۔ وہ پھر اپنے جرم پر نادم ہوکر آہ و زاری کرنے لگا۔ اس نے بھائی کی لاش کو دوبارہ کمر پر اٹھایا اور نامعلوم منزل کی طرف چلنے لگا۔ اسے سمجھ نہ آرہی تھی کہ کہاں جائے؟ وہ اسی طرح چلتا رہا حتی کہ پھر رات ہوگئی، بھوکا پیاسا تھکن سے چور اور حالات سے مجبور قابیل ایک جگہ بیٹھا اور پھر سوگیا۔

ہابیل کی تدفین کیلئے غیبی مدد

تیسری صبح جب پھر وہ بیدار ہوا تو بلند آواز سے رونے لگا اور اس بزرگ شیطان پر لعن طعن کرنے لگا جس نے اسے گمراہ کیا تھا، اب اس کی ذات قابل رحم

حالت میں تھی۔ اللہ کو اس کی حالت پر رحم آ گیا۔ فوراً اس کے سامنے دو کوے ظاہر ہوئے اور کائیں کائیں کرتے ہوئے لڑنے لگے۔ کچھ دیر بعد اس کی توجہ ان پرندوں کی طرف ہوگئی۔ ان میں سے ایک کوے نے دوسرے کو چونچیں مار کر اتنا گھائل اور زخمی کر دیا کہ وہ نڈھال ہوگیا۔ کچھ فاصلہ پر ایک مادہ کھڑی ان کو لڑتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ یہ منظر دیکھ کر قابیل کو اپنے بھائی کی موت یاد آ گئی جس نے شیطان کے بہکاوے میں آ کر ایک عورت کی خاطر اسے ہلاک کر دیا تھا۔ پھر اس نے یہ منظر بھی دیکھا کہ جب ایک کوے نے دوسرے کو تشدد کر کے ہلاک کر دیا۔ وہ سوچنے لگا دو دن پہلے میں نے بھی تو اپنے بھائی کو اسی طرح ہلاک کیا تھا، وہ سوچنے لگا کیا اب یہ کوا بھی اپنے بھائی کی لاش اٹھا کر ادھر ادھر اڑتا پھرے گا اور اس کی مادہ ادھر ہی رہ جائے گی۔ اچانک اس نے دیکھا کہ تھوڑی دور جا کر کوے نے اپنے پنجوں سے زمین کو کھودنا شروع کر دیا۔ جب ایک چھوٹا سا گڑھا بن گیا تو اپنی چونچ اور پنجوں کی مدد سے مردے کوے کو گھسیٹ کر اسی گڑھے میں ڈال کر اسی مٹی سے اسے بند کر دیا۔ اس طرح مردہ کوا مٹی کے نیچے چھپ گیا۔ پھر وہ اپنی مادہ کے پاس آیا، دونوں نے باہم اپنی چونچیں ملائیں اور دور آسمان کی وسعتوں میں نامعلوم منزل کی طرف پرواز کر گئے یہ تمام منظر دیکھ کر قابیل کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

قَالَ يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ.

(المائدة:۳۱)

”(یہ دیکھ کر) اس نے کہا: ہائے افسوس! کیا میں اس کوّے کی مانند بھی نہ ہوسکا کہ اپنے بھائی کی لاش چھپا دیتا، سو وہ پشیمان ہونے والوں میں سے ہوگیا“۔

وہ فوراً اٹھا اور ایک نوکیلے پتھر سے زمین کھودنے لگا، کافی دیر کی محنت کے بعد ایک گڑھا تیار ہوگیا اس نے اپنے بھائی ہابیل کی لاش کو اٹھایا، افسوس اور دکھ کے ساتھ اسے گڑھے کے اندر لٹا دیا اور ندامت کے آنسوؤں کی برسات میں اسی پر مٹی ڈال دی۔ یہ تاریخ انسانی میں کسی انسان کی پہلی قبر تھی جو قابیل نے ہابیل کے لئے تیار کی۔ شام تک بھوکا پیاسا بھائی کی قبر پر بیٹھا نوحہ کناں رہا اور پھر رات کے اندھیروں میں اپنے گھر آ گیا۔ (تفسیر مظہری، ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر سورہ المائدہ آیت ۲۷ تا ۳۱)

قابیل کا انجام

ابھی آدم علیہ السلام حج بیت اللہ سے واپس گھر نہیں پہنچے تھے۔ دیگر اہل خانہ کو بھی ہابیل کی گمشدگی کا خیال نہ آیا تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ ابھی تک یہ لوگ موت کے نام سے قطعی ناآشنا تھے، جس سے انہیں کوئی پریشانی نہ ہوئی۔ اب معمول یہ بنا کہ ہابیل کا ریوڑ خود ہی چراگاہ میں چلا جاتا اور شام ڈھلے پیٹ بھر کر واپس گھر لوٹ آتا یہ تمام عوامل منجانب ربی تکمیل پا رہے تھے۔

جس رات قابیل اپنی بیوی لبود کے پاس پہنچا تو وہ بے خبر نیند کے مزے لے رہی تھی، اس نے اس کو جگایا اور اپنے ساتھ چلنے کو کہا۔ اسے سمجھ نہ آسکی کہ اسے کہاں جانا ہے۔ وہ بے چون و چراں اس کے ساتھ چل دی۔ وہ دونوں مشرق کے جنوبی علاقہ میں پہنچ گئے۔ اس نئی بستی کا نام حنوک بتایا جاتا ہے تاہم کافی عرصہ گزارنے کے بعد یہ جگہ اجین کے نام سے مشہور ہوگئی اور تاریخ برصغیر کے صفحات میں ہمیشہ کے لئے یہی نام رقم ہوکر رہ گیا۔

قابیل نے بیوی کو بتایا کہ اب ہم اسی جگہ رہیں گے۔ انہوں نے مل کر پتھروں سے ایک گھر تیار کیا اور کھیتی باڑی کا کام شروع کر دیا۔ اللہ کریم نے ان کو اولاد عطا فرمائی۔ قابیل کی نسل اتنی پھیلی کہ اس سے مزید کئی بستیاں آباد ہوگئیں۔

ایک روایت کے مطابق خوبرو اور سفید رنگت

والے قابیل کی آئندہ نسلیں سیاہ فام پیدا ہوئیں۔ اس کی ایک منطقی وجہ یہ تھی کہ نسل قابیل کی ماں خود سیاہ فام تھی۔ ثانیاً قابیل کے دل پر بھائی کے قتل کا ایسا سیاہ داغ لگ چکا تھا جس کی تپش سے اس کا شعور اور لاشعور ہمیشہ کے لئے دھواں دھواں ہوکر رہ گیا تھا۔ وہ دکھ اور پچھتاوے کی دہکتی آگ میں ہمیشہ جلتا اور سلگتا رہتا۔ وہ چونکہ اپنے اس گھناؤنے جرم میں اپنی بیوی کو بھی اپنا ہم راز نہ بناسکا، اس لئے والدین اور بہن بھائیوں کو یاد کرکے اکیلا ہی روتا رہتا۔ اس جاں گسل غم اور فکر نے اس کے تمام اعضائے جسمانی کو شدید متاثر کیا، جس سے عمر کے آخری حصہ میں وہ پاگل ہوگیا اور اسی حالت وارفتگی اور عالم جنون میں وفات پاگیا۔ اس طرح دنیا میں پہلا قاتل اور پہلا پاگل انسان قرار پایا۔ (تفسیر مظہری، ثناء اللہ پانی پتیؒ، تفسیر آیت ۲۷ تا ۳۲)

حضرت آدم علیہ السلام کا کاروان حج واپس اپنے وطن پہنچا تو انہیں بڑے صدمات کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کو بتایا گیا کہ قابیل اپنی زوجہ لبود کو ہمراہ لے کر معلوم نہیں کہاں چلا گیا ہے اور ہابیل کے متعلق یہ بتایا گیا کہ اسے قابیل نے ہلاک کرکے اس کی میت کو کسی جگہ زمین میں چھپادیا ہے چونکہ اس جگہ کی نشان دہی ہوچکی تھی اس لئے آدم علیہ السلام بیٹے کی قبر پر پہنچے سوائے صبر کے اور کیا کرسکتے تھے۔

حضرت شیثؑ کی ولادت

وقت بڑی تیزی سے گزرتا گیا، کچھ مدت کے بعد حضرت حواء کے ہاں خلافِ معمول جوڑے کے بجائے صرف ایک فرزند پیدا ہوا جو ہو بہو ہابیل کی شکل و صورت جیسا تھا۔ آدم علیہ السلام نے اس کا نام سیت یعنی ٹھنڈک یا خنکی رکھ دیا۔ سیت زندگی کی مختلف منزلیں طے کرکے بلوغت کی حدود میں داخل ہوگئے اور باپ نے ان کا نکاح ہابیل کی بیوہ اقلیمہ سے کردیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو مصلحت الٰہی بھی سمجھ میں آگئی کہ سیت اکیلا کیوں پیدا ہوا ہے اور اس کی شکل وصورت مرحوم بھائی ہابیل سے کیوں ملتی جلتی ہے۔ (طبقات ابن سعد، ۱:۵۲)

سرزمین ہند پر حضرت آدم علیہ السلام کے 117 فرزندان پھل پھول رہے تھے۔ قابیل کا ان کو ابھی تک کچھ پتہ نہ چل سکا۔ اب کی بار جب انہوں نے حج بیت اللہ کا ارادہ فرمایا تو حضرت سیت علیہ السلام اور ان کی بیوی کو بھی ہمراہ لے لیا۔ اس طرح چار افراد کا یہ مختصر قافلہ حج کی خاطر اس طرح روانہ ہوا کہ باقی بیٹوں کو یہ کہہ کر اللہ حافظ کہا کہ اب وہ لوٹ کر یہاں نہیں آئیں گے بلکہ اللہ کے گھر کے پاس ہی بسیرا کرکے اپنی باقی زندگی گزاریں گے۔ یہ حضرت آدم علیہ السلام کا سرزمین ہند سے پیدل چالیسواں حج تھا۔ چنانچہ مکہ پہنچ کر یہ سب لوگ بیت اللہ کے پڑوس میں ہی آباد ہوگئے۔

اسی جگہ حضرت سیت علیہ السلام کی اولاد پیدا ہوئی اسی طرح نسل آدم علیہ السلام زمین کے تین خطوں پر آباد ہوتی گئی:

۱۔ پہلی اولادیں وسطی ہند میں
۲۔ قابیل کی نسل مشرق کے جنوبی خطہ میں
۳۔ سیت علیہ السلام کی اولاد سرزمین حجاز میں

حضرت سیت حضرت آدم علیہ السلام کے آخری فرزند تھے، عبرانی زبان میں ان کا نام سیتھ، میواتی زبان میں سیت اور عربی زبان میں شیث کہا جاتا ہے۔
(طبقات ابن سعد، ۲:۵۲)

حضرت آدم علیہ السلام پر انکی اولاد کی رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے دس صحائف نازل فرمائے جن میں ان کی آئندہ نسلوں کے لئے ایک کامل و اکمل ضابطہ حیات موجود ہے۔

یہاں یہ حقیقت بھی واضح ہوجاتی ہے کہ موجودہ انسان بھی بندر یا بندر جیسی کسی نسل حیوانی سے ترقی کرکے

انسان نہیں بنا بلکہ وہ روز آفرینش سے ہی ایک مکمل انسان کی صورت میں خطہ زمین پر آباد ہوا۔ مغربی نام نہاد محققین نے انسان کے دل و دماغ میں یہ واہمہ ڈال دیا کہ دنیا کا بشر اول غیر مہذب اور غیر متمدن تھا۔ وہ اپنے لباس سے بے نیاز زمین پر بالکل برہنہ رہتا تھا۔ موسموں کی سختی اور آب و ہوا کی شدت سے بچنے کے لئے وہ غاروں میں پناہ لیتا اور پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے جنگلی جانوروں کا کچا گوشت کھا جاتا۔ گویہ محققین اس دور کے انسان کو پتھر کے زمانے کا انسان (حجری انسان) کہتے ہیں۔ مگر اس کے برعکس جب ہم بشر اول آدم علیہ السلام کی حیات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان لوگوں کی تحقیقات سراسر فرضی من گھڑت اور بے معنی نظر آتی ہیں۔ پہلے انسان کی زندگی کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات تسلیم کرنا پڑتی ہے کہ وہ ایک صاحب علم انسان تھا جس کو رب العالمین نے سب علوم عطا فرما دیئے اور یہ ان علوم کا ہی فیض تھا کہ فرشتے بھی نہایت عجز و نیاز اور احترام و تحریم سے ان کے سامنے سجدہ ریز ہوگئے۔ ان کا نورانی لباس اترا تو انہوں نے فوراً اپنے لئے درخت کے پتوں کا لباس لے کر خود کو ڈھانپ لیا۔

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے عطا کردہ علوم کو اپنی اولاد میں منتقل فرما دیا۔ کسی کو گلہ بانی اور کسی کو کاشت کاری کا ہنر سکھایا۔ آدم علیہ السلام نے ایک ہزار سال عمر پائی۔ آخری وقت آپ نے اپنی اولادوں کو جمع کرکے اللہ کی ربوبیت و حمدیت اور وحدت کا درس دیا اور فرمایا کہ ان پر نازل ہونے والے صحائف میں جتنے احکامات ربانی ہیں ان کو اپنی زندگی میں داخل کر لو، میرے بعد شیطان تمہارا اور تمہاری اولادوں کا کچھ بگاڑ نہ سکے گا اگر تم ان احکام پر کاربند رہے تو میرے رب کی رحمتوں کا نزول ہوتا رہے گا۔

❁❁❁❁❁

اظہار تعزیت

گذشتہ ماہ نائب ناظم تحریک منہاج القرآن ضلع وسطی کراچی محترم رضوان قریشی، ان کی اہلیہ، 3 بچے اور فیملی کے دیگر 3 افراد حضرت لال شہباز قلندر کے عرس سے واپس آتے ہوئے ٹریفک حادثے میں شہید ہوگئے۔

محترم محمد جاوید کھٹانہ منہاجین (لاہور) کی والدہ محترمہ، محترم محمد عبدالمنان وارثی (پروٹوکول آفیسر مرکز) کے کزن، محترم حاجی ذوالفقار حیدر (حافظ آباد) کا جواں سالہ بیٹا، محترم طارق محمود انجم (حافظ آباد) کی ہمشیرہ، محترم عبدالرزاق مصطفوی (حافظ آباد) کی والدہ، محترم ماسٹر محمد اعظم (حافظ آباد) کے بھائی، محترم فیاض احمد وڑائچ (حافظ آباد) کے نانا جان، محترم سیٹھ محمد اقبال انصاری (حافظ آباد) کے والد علم دین، محترم عامر سلطان (حافظ آباد) کے ماموں، محترم محمد یوسف سرفراز (حافظ آباد) کے والد، محترم ملک سلطان (حافظ آباد) کی پھوپھی، محترم ممتاز نعیم سلطانی (حافظ آباد) کے والد، محترم علامہ قاری امجد علی قادری منہاجین کے سسر محمد یوسف (قصور)، محترم چوہدری محمد ارشد وڑائچ اور ان کی والدہ (سمندری۔ فیصل آباد)، محترم محمد جاوید لاشاری (رحیم یار خان) کی والدہ، محترم شاہد اقبال ببر (رحیم یار خان) کے بھائی شاہد لاشاری، محترم غلام مصطفیٰ قادری (رحیم یار خان) کے چچا حاجی محمد صدیق اور محترم حافظ ناصر محمود (رحیم یار خان) کے بڑے بھائی منظور شاہ قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ انا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی بخشش و مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام قائم
عالم اسلام کے عظیم مرکز محبت و انوار
گوشہ درود و منارۃ السلام کا افتتاح

تحریک منہاج القرآن پر حضور نبی اکرم ﷺ کی بے پناہ نوازشات ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی ان عنایات میں سے سب سے بڑی عنایت تحریک کے مرکز پر قائم گوشہء درود کا قیام ہے۔ گوشہء درود حرمین شریفین کے بعد زمین پر وہ مقام ہے جہاں سال کے 365 دن چوبیس گھنٹے ہر لمحہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں درود و سلام کے نذرانے پیش کیے جاتے ہیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے یکم دسمبر 2005ء کو اس گوشہء درود کا افتتاح فرمایا۔ اُس وقت سے تا حال اس گوشہء درود سے درود و سلام کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ دنیا بھر سے افراد 10 دنوں کے لیے گوشہء درود میں گوشہ نشینی کے لیے حاضر ہوتے ہیں، دن بھر روزہ رکھتے ہیں اور 24 گھنٹے مسلسل آقا علیہ الصلوۃ و السلام کی بارگاہ میں درود و سلام پیش کرتے ہیں۔ جب سے گوشہء درود کا آغاز ہوا بغیر کسی تعطل کے مسلسل دور دراز سے ہزاروں افراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہمان بن چکے ہیں۔

تحریک منہاج القرآن کے مرکز پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے دفتر میں ابتدائی طور پر گوشہء درود کا آغاز کیا گیا۔ بعد ازاں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے ماڈل پر گوشہء درود کی پرشکوہ عمارت (منارۃ السلام) کی تعمیر شروع ہوئی۔ گوشئہ درود کی اس عمارت "منارۃ السلام" کے تعمیراتی کام کا سنگ بنیاد شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے 14 اپریل 2006ء (ربیع الاول ۱۴۲۷ھ) میں اپنے دست مبارک سے رکھا جبکہ تعمیراتی کام کا باقاعدہ آغاز 18 جون 2007ء کو کیا گیا۔

گذشتہ ماہ تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام 22 اگست 2013ء کو گوشہ درود کی اس پرشکوہ عمارت کی افتتاحی تقریب منعقد ہوئی جس میں ملک بھر سے کثیر تعداد میں علماء، مشائخ، سجادہ نشینان، بیرون ملک سے تشریف لائے ہوئے دیگر مہمانان گرامی اورعوام الناس نے شرکت کی۔ سٹیج پر شیخ الاسلام کے ہمراہ محترم ڈاکٹرحسن محی الدین قادری، محترم ڈاکٹرحسین محی الدین قادری، محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی اور محترم صاحبزادہ احمد مصطفیٰ العربی بھی تشریف فرما تھے۔

اس محفل میں نقابت کے فرائض محترم علامہ محمد ارشاد حسین سعیدی نے سرانجام دیئے۔ محترم قاری نور احمد چشتی نے بڑے ہی خوبصورت انداز میں تلاوت کلام کی سعادت حاصل کی۔ انہوں نے ’’سورۃ النجم، سورۃ الضحیٰ اور سورۃ الکوثر‘‘ کی آیات تلاوت کیں۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ان کی خوبصورت تلاوت اور سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی

آواز کو بہت پسند فرمایا اور دوران تلاوت اپنے سر کی ٹوپی، جبہ، کوٹ اور عمرے کا ٹکٹ تحفتاً عطا فرمایا۔ دوران تلاوت شیخ الاسلام پر ایک عجب وجدانی کیفیت طاری تھی۔ زبان سے ہر آیت پر ’’سبحان اللہ، اللہ اکبر‘‘ کی صدا بلند ہو رہی تھی اور پورا مجمع کیف و سرور میں ڈوبا ہوا تھا۔

اس موقع پر شیخ الاسلام نے سماعت قرآن کی اہمیت پر گفتگو کرتے ہوئے ائمہ اہل بیت کے ذوق وشوق سے تلاوت و سماع قرآن کے واقعات بیان کرتے ہوئے شرکاء کو قرآن سے تعلق پیدا کرنے کی تلقین کرتے ہوئے پاکستان میں حسنِ استماعِ قرآن کے ذوق کو زندہ کرنے کے لئے منہاج القرآن کے پلیٹ فارم سے باقاعدہ منظم کام کرنے کا بھی اعلان فرمایا کہ ان شاء اللہ جلد عالمی قراء کو پاکستان بلوا کر پاکستان میں عالمی محافل قرأت کا اہتمام کروائیں گے تاکہ اہل پاکستان کا قرآن مجید کی تلاوت اور استماعِ تلاوت کے حوالے سے بھی ذوق وشوق زندہ ہو۔

تلاوت قرآن مجید کے بعد محترم صاحبزادہ احمد مصطفیٰ العربی نے قصیدہ بردہ شریف، حسان منہاج محترم افضل نوشاہی اور ان کے ساتھیوں نے فارسی و اردو زبان میں حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ عقیدت کے پھول نچھاور کئے۔

بعد ازاں محترم بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد نے گوشہ درود کی تعمیر کے متعلق بریفنگ دیتے ہوئے کہا:

’’یوں تو آئے دن عمارات کا افتتاح ہوتا رہتا ہے لیکن آج جس عمارت کا افتتاح ہونے جا رہا ہے وہ ہم سب کے لئے ایک خاص اہمیت و مقام رکھتی ہے۔ یہ میری اور میری ٹیم کی خوش نصیبی ہے کہ ہمیں اس عظیم عمارت کی تعمیر و تکمیل کا موقع ملا۔ میرے ساتھ میری ٹیم میں محترم افتخار احمد انجینئر، محترم آصف رمضان انجینئر، محترم صوفی مقصود احمد کوآرڈینیٹر / اسپروائزر، محترم ایوب انصاری (سیکرٹری PD)، محترم نذر محی الدین شاہ (اکاؤنٹنٹ) شامل ہیں، جن کے تعاون سے یہ سب ممکن ہو سکا۔ اس پروجیکٹ کی تعمیراتی تفصیلات کچھ اس طرح ہے:

☆ اس عمارت کا ڈیزائن حضرت جلال الدین رومیؒ کے مزار کی مناسبت سے ہے۔ اس عمارت کا سنگ بنیاد شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے 14 اپریل 2006ء کو رکھا جبکہ اس کی تعمیر کا آغاز 18 جون 2007ء کو ہوا۔ اس بلڈنگ کا ڈیزائن M/S Architects Collaborative نے تیار کیا اور اس کی تعمیر کا کام خلیل کنسٹرکشن کمپنی کو سونپا گیا۔

☆ اس بلڈنگ کی بنیاد سطح زمین سے 12 فٹ نیچے ہے اور یہ بنیاد کنکریٹ کی رافٹ فاؤنڈیشن کہلاتی ہے۔ اس کی چوڑائی تقریباً 12 فٹ ہے اور 2 فٹ کے بیم ڈالے گئے ہیں۔ اس پر تقریباً 6 ہزار مکعب فٹ کنکریٹ لگی ہے۔ رافٹ کے اندر بیم اس بلڈنگ کو اٹھائے ہوئے ہیں جو کہ 3 فٹ 9 انچ موٹے ہیں۔

☆ بلڈنگ کا مرکزی ہال 55 فٹ چوڑا، 65 فٹ لمبا اور 85 فٹ اونچا ہے۔

☆ گوشہ درود کے اندرونی ہال کے اندر ترکی سے منگوائی گئی ٹائلز لگائی گئی ہیں جبکہ بیرل کے اندر لگائی گئی ٹائلز، بیرون سائیڈ لگائی گئی ٹائلز اور لکھائی والی لگائی گئی ٹائلز گوجرانوالہ سے منگوائی گئیں۔

☆ ہال کے دروازے اور کھڑکیاں ساگوان کی لکڑی سے تیار کئے گئے ہیں۔ لکڑی کو باقاعدہ ایک ماہ تک جدید پلانٹ پر Season کیا گیا تاکہ موسمی حالات سے ان میں کسی قسم کی خرابی نہ آئے۔

☆ اس عمارت میں درج ذیل نمایاں خصوصیات بھی اس کی انفرادیت میں مزید اضافہ کا باعث ہیں:

(i) Sprinkler arrangement for Washing (ii) Sump Moter (iii) Air conditioning

☆ اس عمارت کے ساتھ دو مزید عمارات بھی ملحق ہیں: ۱۔ دفتر اور رہائش گاہ گوشۂ درود ۲۔ صفہ ہال

☆ اس عمارت اور اس سے متعلقہ ملحقہ عمارات پر آنے والے اخراجات کی تفصیل یہ ہے:

ا۔ مینارۃ السلام پر مبلغ 6 کروڑ 20 لاکھ روپے (62 ملین روپے)

۲۔ ملحقہ عمارات پر مبلغ 1 کروڑ 80 لاکھ روپے

۳۔ ٹوٹل اخراجات تقریباً 8 کروڑ روپے

شیخ الاسلام نے محترم بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان ان کی پوری ٹیم اور خلیل کنسٹرکشن کمپنی کے مالک محترم خلیل احمد اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد دیتے ہوئے دعاؤں سے نوازا۔ شیخ الاسلام نے گوشہ درود پروجیکٹ کی تکمیل کا سہرا محترم بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خاں کے سر باندھتے ہوئے انہیں آئندہ منہاج القرآن کے 1500 سے 2000 ہزار کنال رقبہ پر مشتمل نئے مرکز کی تعمیر کی ذمہ داری تفویض کرتے ہوئے اس پروجیکٹ کی ابتدائی فیزیبلٹی رپورٹ بنانے کی ہدایات بھی جاری فرمائیں۔

شیخ الاسلام نے اس نئے مرکز کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے شرکاء کو آگاہ کیا کہ منہاج القرآن کے اس نئے مرکز پر میڈیکل، انجینئرنگ وٹیکنیکل یونیورسٹیز، کالجز اور دیگر تعلیمی ادارے قائم کئے جائیں گے۔ نیز اس نئے مرکز پر دو منصوبے نہایت اہمیت کے حامل ہیں:

ا۔ یہاں ایک بہت بڑی جامع مسجد تعمیر کی جائے گی جس کا نقشہ بیت المقدس میں موجود قبہ ''صخریٰ'' کی طرح ہو گا۔ یہ مسجد پاکستان، انڈیا، بنگلہ دیش اور افغانستان میں موجود بڑی مساجد میں رقبہ کی اعتبار سے اس خطہ کی سب سے بڑی مسجد ہوگی جس میں ایک لاکھ افراد اعتکاف بیٹھ سکیں گے۔

۲۔ اس نئے مرکز کا دوسرا بڑا منصوبہ عقائد صحیحہ کے تحفظ کے لئے عظیم الشان ''دارالعلوم'' کا قیام ہے۔ اس دارالعلوم کا مکمل نام امام اعظم ابوحنیفہ کی نسبت سے ''جامعۃ امام ابی حنیفہ'' ہوگا جسے مختصر طور پر ''الاعظمیہ'' کہا جائے گا۔ اس دارالعلوم میں 25 ہزار طلباء کے لئے تعلیم اور رہائش کی سہولت ہوگی اور تعلیم و رہائش سمیت جملہ بنیادی ضروریات مفت فراہم کی جائیں گی۔ یہاں سے ہزاروں علماء، امام اور خطباء تعلیم و تربیت کے اسلحہ سے لیس ہوکر پوری دنیا میں اسلام کی حقیقی تعلیمات کے فروغ میں کلیدی کردار ادا کریں گے۔ نیز اس نئے مرکز پر احیاء تصوف کے لئے عظیم خانقاہ بھی تعمیر کی جائے گی۔ ان شاء اللہ دیگر منصوبہ جات کی طرح ہم اس عظیم منصوبہ کو بھی مکمل کریں گے۔ ہمارے کام کبھی نہیں رکے اور نہ آئندہ رکیں گے، ہمارے لئے خزانے آسمان سے اترتے ہیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی اس گفتگو کے بعد محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی نے عربی کلام ''یانور العین'' اور قصیدہ بردہ شریف پیش کیا۔ شرکاء مجلس کو بتایا گیا کہ گوشہ درود کے آغاز سے لے کر اب تک آقا دو جہاں ﷺ کی بارگاہ میں پیش کئے جانے والے درود پاک کی تعداد 65 ارب 99 کروڑ 61 لاکھ 43 ہزار 684 ہے۔

محفل کے اختتام پر ختم پڑھا گیا اور آخر میں صلاۃ و سلام کے نذرانے ''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' کی صورت میں پیش کئے گئے۔ محفل کا اختتام شیخ الاسلام کی دعا سے ہوا۔ دعا کے بعد ملک بھر سے تشریف لائے ہوئے علماء و مشائخ اور مہمانان گرامی کے ساتھ شیخ الاسلام نے گوشہ درود کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔

❁❁❁❁❁

محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی کی غیر معمولی خدمات پر خراجِ تحسین

تحریک منہاج القرآن کے 32 سال پر محیط دورانیہ میں تنظیمی اور انتظامی سفر کے دوران مرکزی سطح پر یوں تو بہت سی شخصیات مصطفوی مشن کے فروغ اور ترویج کا باعث بنیں مگر جو اعزاز محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی کو حاصل ہے وہ شاید ہی مرکزی سطح پر موجود عہدیداران و قائدین کو حاصل ہوا ہو۔ اپنے لڑکپن ہی سے منہاج القرآن یوتھ لیگ اسلام آباد کے پلیٹ فارم سے اپنی وابستگی اور ذمہ داریوں کا آغاز کرنے کے بعد وہ مشن کے ساتھ خلوص ، استقامت اور نظریہ وفکر کی پختگی کی بناء پر بتدریج کامیابیوں کے زینے طے کرتے ہوئے 2003ء میں مرکزی ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القرآن کے منصب پر فائز ہوئے۔ یہ وہ حالات تھے جب 2002ء کے الیکشن کی ملکی صورت حال کے بعد تحریک نے مصطفوی انقلاب کے حصول کے لئے نئے حالات واقعات کے تناظر میں نئی پالیسی مرتب کی۔ محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی نے ان حالات میں مرکز سمیت پورے پاکستان کی تنظیمات وکارکنان میں نئی روح پھونک دی۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی ہدایات ورہنمائی کی روشنی میں محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی نے کئی ایک منصوبہ جات کا آغاز کروایا اور انھیں احسن انداز میں پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ 2007ء میں علمی اور تحقیقی امور کی انجام دہی اور انٹرنیشنل سطح پر حقیقی اسلامی تعلیمات کے فروغ کے سلسلہ میں جب شیخ الاسلام نے بیرون ملک عارضی طور پر سکونت اختیار کر لی اور اس دوران محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور ڈاکٹر حسین محی الدین قادری بھی اپنی Ph. D کی تکمیل کے لئے بیرون ملک چلے گئے تو اگلے 7 سالوں میں محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی نے اپنی مرکزی ٹیم کے ساتھ تحریک کے زیر اہتمام جاری منصوبہ جات اور مشن کے پیغام کے فروغ اور ترقی میں کلیدی کردار ادا کیا۔ ان کی بطور ناظم اعلیٰ اور بطور صدر پاکستان عوامی تحریک خدمات، تحریک کی تاریخ کا روشن باب ہیں۔

محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی گزشتہ ماہ اپنی نجی مصروفیات کے باعث کچھ عرصہ کے لئے مرکزی سطح پر ذمہ داریوں سے سبکدوش ہوتے ہوئے رخصت پر چلے گئے ہیں۔ اس دوران وہ بیرون ملک شیخ الاسلام کی طرف سے ملنے والے دیگر پروجیکٹس پر جز وقتی کام جاری بھی رکھیں گے۔

مرکزی سٹاف کے ساتھ منعقدہ خصوصی اجلاس میں شیخ الاسلام نے محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی کی خدمات کو سراہتے ہوئے فرمایا:

"ڈاکٹر رحیق احمد عباسی تحریک منہاج القرآن کا ہیرا ہیں۔ یہ میرا یقین اور اعتماد ہیں۔ میں نے جو بھی امور ان کے سپرد کئے انھوں نے کماحقہ ان کی انجام دہی کو ممکن بنایا۔ بالخصوص گزشتہ 7 سالوں میں جب میں اور ڈاکٹر حسن محی الدین اور ڈاکٹر حسین محی الدین بیرون ملک تھے تو انھوں نے اس دوران مشن کی رفتار کسی صورت کم نہ ہونے دی بلکہ آئے روز اسے مزید عروج و بلندی سے ہمکنار کیا۔ مشن کی تاریخ میں ڈاکٹر رحیق احمد عباسی کی خدمات نا قابل فراموش اور نہ تولے جانے والا غیر معمولی اثاثہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں مزید برکت عطا فرمائے، انھیں مصطفوی مشن کے لئے مزید استقامت کے ساتھ ہر جگہ جدوجہد کرنے کی توفیق سے نوازے اور ان کی جملہ خدمات کو حضور نبی اکرم ﷺ کے نعلین پاک کے تصدق سے قبول فرمائے"۔

اس موقع پر جملہ مرکزی قائدین، ناظمین، سربراہان شعبہ جات اور جملہ عہدیداران اور سٹاف ممبران نے ڈاکٹر رحیق احمد عباسی کو ان کی بے مثال 10 سالہ خدمات پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے نیک تمناؤں اور دعاؤں کا اظہار کیا۔

محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی نے جملہ قائدین، ناظمین، عہدیداران، سربراہان شعبہ جات اور جملہ سٹاف ممبران کی طرف سے ملنے والے تعاون پر تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔☆☆☆☆☆

محترم خرم نواز گنڈا پور کی بطور ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القرآن تقرری

گذشتہ ماہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے مرکزی قائدین اور عہدیداران کے ساتھ طویل مشاورت کے بعد محترم خرم نواز گنڈا پور کو ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القرآن مقرر فرمایا۔ اس موقع پر شیخ الاسلام اور جملہ مرکزی قائدین وعہدیداران نے محترم خرم نواز گنڈا پور کو اس منصب پر تقرری پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے نیک خواہشات اور ہرممکن تعاون کا اظہار کیا۔

محترم خرم نواز گنڈا پور کی فیملی 1989ء سے تحریک کے ساتھ وابستہ ہیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم ایبٹ آباد میں حاصل کی۔ بعد ازاں پشاور یونیورسٹی سے B.A کرنے کے بعد آپ نے افواج پاکستان میں شمولیت اختیار کی۔ فوج میں ملازمت کے دوران آپ نے کئی اعزاز حاصل کئے۔ جن میں (پاکستان ملٹری اکیڈمی) میں اول پوزیشن حاصل کرنے پر کمیشن کا حصول اور Sword of Honour شامل ہیں۔ بعد ازاں لندن میں Pakistn Army Firing Team کے ساتھ Cento کے مقابلوں میں حصہ لیا اور 1976ء سے 1978ء تک PMA کاکول میں بطور Instructor خدمات بھی سرانجام دیں۔

خوب سے خوب تر کی تلاش اور طبیعت میں نئے افق تلاش کرنے کی خواہش کے پیش نظر محترم خرم نواز گنڈا پور نے فوج سے استعفیٰ دے دیا حالانکہ کامیابیوں کے پے درپے زینے طے کرنے کے بعد اس مقام تک پہنچنے پر کوئی بھی اس ملازمت کو ترک نہیں کرتا کیونکہ اس کے بعد مزید کامیابیوں کے راستے نسبتاً سہل ہوجاتے ہیں۔ فوج کی ملازمت کو خیرآباد کہنے کے بعد آپ نے اپنے تعلیمی کیریئر کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے درج ذیل ڈگریز حاصل کیں۔

۱۔ M.A پولیٹیکل سائنس (گومل یونیورسٹی، اول پوزیشن، طلائی تمغہ) ۲۔ LLB (کراچی یونیورسٹی)

☆ 1982-1993ء، 10 سال آپ سلطنت عمان میں بطور فوجی مشیر برائے عسکری تربیت خدمات سرانجام دیتے رہے اور سلطان قابوس نے ان خدمات کے عوض آپ کو Order of the Special Royal Emblem کا اعزاز عطا کیا۔

☆ 1994ء سے 1997ء تک آپ پاکستان کے ایوان بالا سینٹ میں بطور ڈپٹی سیکرٹری خدمات سرانجام دیتے رہے اور مندرجہ ذیل کمیٹیوں کے سیکرٹری کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں:

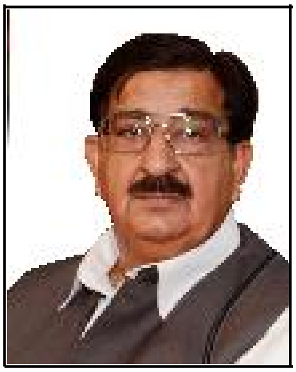

۱۔ سینٹ کمیٹی برائے دفاع، دفاعی پیداوار اور سول ایویشن
۲۔ سینٹ کمیٹی برائے امور خارجہ وامور کشمیر
۳۔ سینٹ کمیٹی برائے لیبر، افرادی قوت اور بیرون ملک پاکستانیوں کے امور
۴۔ سینٹ کمیٹی برائے مسائل کم ترقی یافتہ علاقہ جات بشمول فاٹا، KPK، بلوچستان
۵۔ سینٹ کمیٹی برائے Human Rights

محترم خرم نواز گنڈا پور تحریک سے دیرینہ رفاقت اور مضبوط علمی و پروفیشنل پس منظر کی بناء پر ماضی قریب میں سیکرٹری جنرل پاکستان عوامی تحریک کے عہدہ پر فائز رہے اور اب ان کی تنظیمی و انتظامی صلاحیتوں سے استفادہ اور مصطفوی مشن کو فروغ دینے کے لئے شیخ الاسلام نے انہیں ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القرآن کی ذمہ داری تفویض کی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ان کا اس تحریک کے بڑے منصب پر فائز ہونا اس مشن اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی فکر کو مزید پروان چڑھانے کا باعث بنے اور وہ تحریک منہاج القرآن کے تقاضوں کے مطابق شیخ الاسلام کے اعتماد پر پورا اتریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس مصطفوی مشن کے امین ہونے کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سالانہ عرس مبارک

فرید ملت حضرت ڈاکٹر فرید الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ

رپورٹ: [illegible]

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مد ظلہ کے والد گرامی حضرت فرید ملت ڈاکٹر فرید الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کا 39 واں سالانہ عرس مبارک 24 اگست 2013ء بستی لوہلے شاہ جھنگ صدر میں زیر صدارت سجادہ نشین دربار عالیہ محترم صبغت اللہ قادری منعقد ہوا۔

عرس کی تقریبات میں شرکت کے لیے مرکزی سکرٹریٹ تحریک منہاج القرآن لاہور سے کاروانِ فرید ملت محترم محمد جواد حامد (ڈائریکٹر ایڈمن و اجتماعات تحریک منہاج القرآن) کی قیادت میں روانہ ہوا۔ اس قافلے میں محترم الحاج شیخ محمد سلیم قادری، محترم الحاج محمد الیاس قادری، محترم فتح اللہ خان، محترم ملک شمیم نمبردار، محترم حاجی محمد اسحاق سینئر نائب ناظم اجتماعات، محترم صوفی مقصود احمد قادری مرکزی راہنما تحریک، محترم شہزاد رسول قادری نائب ناظم اجتماعات، محترم علامہ غلام ربانی تیمور، محترم عدنان جاوید قادری (ناظم مالیات تحریک)، محترم سید امجد علی شاہ (ناظم منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن)، مرکزی تنظیم ویمن لیگ شامل تھے۔

علاوہ ازیں ملک بھر سے سینکڑوں احباب نے محبت وعقیدت کے ساتھ شرکت کی سعادت حاصل کی۔ محترم صبغت اللہ قادری، محترم قدرت اللہ قادری، معروف سیاسی وسماجی شخصیات، علماء کرام، مشائخ عظام اور مرکزی قائدین سٹیج پر تشریف فرما تھے:

عرس کی تقریبات کا آغاز مزار شریف پر چادر پوشی سے ہوا۔ مرکزی وفد نے آقا ﷺ کی بارگاہ میں درود و سلام کے نذرانے پیش کرتے ہوئے چادر چڑھائی۔ اس موقع پر محترم صبغت اللہ قادری (سجادہ نشین دربار عالیہ) نے دعا فرمائی۔ چادر پوشی کے بعد دودھ کی سبیل کا افتتاح کیا گیا اور تمام زائرین و حاضرین کو دودھ پیش کیا گیا۔ بعد از نماز عشاء محفل میلاد و ذکر و نعت کی خوبصورت محفل منعقد ہوئی۔

تقریب کا آغاز تلاوتِ کلامِ مجید سے ہوا۔ لاہور سے محترم قاری نور احمد چشتی نے اپنی خوبصورت اور سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی آواز میں قرآن مجید کی تلاوت فرمائی۔ منہاج نعت کونسل اور دیگر نعت خواں حضرات نے بارگاہِ رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں درود وسلام اور نعت پڑھنے کی سعادت حاصل کی اور عشق و محبت رسول (صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جام لٹاتے رہے۔ حسان منہاج محترم محمد افضل نوشاہی نے محترم علامہ غلام ربانی تیمور کی لکھی گئی منقبت حضرت فرید ملتؒ کی بارگاہ میں عقیدت ومحبت سے پیش کرتے ہوئے محفل میں عجیب سماں باندھ دیا۔

بعد ازاں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی کئی نامور شخصیات نے عظیم صوفی بزرگ اور انسانیت کیلئے دردمند دل رکھنے والے مردِ مجاہد حضرت فرید ملت ڈاکٹر فرید الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے مختلف گوشوں پر اظہار خیال کیا اور انکی سماجی اصلاح اور معاشرتی فلاح کی کاوشوں کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ ایسے افراد معاشروں کے ماتھے کا جھومر ہوتے ہیں جن کی اہمیت کا احساس انکی عدم موجودگی میں کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ زمانہ ایسی شخصیات پر صدیوں فخر کرتا ہے۔

عرس کی تقریب کے آخری حصّہ میں محترم علامہ رانا محمد ادریس قادری (نائب ناظم اعلیٰ دعوت و تربیت) نے ''فریدِ ملت کے ملّت پر احسانات'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ ڈاکٹر فریدالدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کی اصلاحِ احوال، درستگیِ عقائد اور اتحادِ امت کیلئے کی گئی کوششوں پر انہیں خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ

سلف صالحین کی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے حضرت فرید ملتؒ نے اعلیٰ مقصد کے لئے جھنگ سے سیالکوٹ، لکھنو، حیدر آباد، دکن اور بعد ازاں شرق اوسط کے طویل سفروں کی صعوبتیں اٹھائیں۔ گھر کے عیش و آرام کو چھوڑ کر ہر دیس کی مشکلات برداشت کیں فقر و فاقہ اور بے آرامی کو خندہ پیشانی سے قبول کیا اور اپنے دور کے جید اور مشاہیر علماء اور مشائخ سے استفادہ کرتے ہوئے علوم دینیہ اور فن طب میں مہارت پیدا کی اور باطنی فیوضات حاصل کئے۔

علوم دینیہ اور طبی علوم کے حصول کے ساتھ ساتھ فرید ملت

منقبت بحضور فرید ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ

مہکا ہوا ہے آج بھی چہرہ فریدؒ کا
دیکھے تو کوئی آکے یہ روضہ فریدؒ کا
ہے فیض نسل پاک میں خواجہ فریدؒ کا
تب ہی تو بج رہا ہے یوں ڈنکا فریدؒ کا
ان کی تو ذات منبع فیضان غوث ہے
خوش بخت ہے جسے ملا ٹکڑا فریدؒ کا
اعلیٰ خطیب، عالم و بے مثل تھے طبیب
ملتا نہیں ہے کوئی بھی ہمتا فریدؒ کا
لاکھوں دلوں پہ آج بھی طاہر کا راج ہے
لختِ جگر ہے کس طرح چمکا فریدؒ کا
عرس فریدؒ ہے یہاں آتے ہیں اولیاء
جوبن پہ بٹ رہا ہے یہ صدقہ فریدؒ کا
آئے نہیں بلائے گئے ہیں یہ دوستو
مل کر جو گا رہے ہیں یہ سہرا فریدؒ کا
وہ صبح انقلاب تک طاہر کا ساتھ دے
جو بھی گدا ہے دوستو سچا فریدؒ کا
اس کو کسی نشاں کی طلب ہی نہیں رہی
خوابوں میں مل گیا جسے تمغہ فریدؒ کا
مل کر کرو دعا سبھی صبغت کے واسطے
دائم رہے مقیم یہ پالا فریدؒ کا
حسن و حسین، احمد و حماد پر نثار
تیمور خوش نصیب ہے منگتا فریدؒ کا

(غلام ربانی تیمور)

وادیٔ تصوف میں بھی گامزن رہے۔ وقت کے مشاہیر صوفیاء کی خدمت میں حاضر ہوکر روحانی استفادہ کرتے رہے۔ علوم شریعت میں مہارت کے ساتھ ساتھ فرید ملتؒ علوم باطنی اورمشاہدے کی نعمت سے بھی بہرہ ور تھے۔ فرید ملتؒ کا خمیر عشق رسول ﷺ سے اٹھایا گیا تھا۔ عشق ہی اعلیٰ اوصاف اور اخلاق حمیدہ کا سرچشمہ ہے۔ عشق رسالتمآب ﷺ اور نسبت مصطفوی کا اعجاز تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار اخلاقی اوصاف جمیلہ سے مزین فرمادیا تھا۔ صدق و اخلاص، تسلیم و رضا، فقر وقناعت، زہد وورع، صبر واستقامت اورعبادت و ریاضت میں آپ سلف صالحین کا کامل نمونہ تھے۔ آپ کے اخلاق حمیدہ کی تفصیل کے لئے کئی دفتر درکار ہیں۔

فرید ملت کی پوری زندگی درویشی اورفقرو استغنا کا مرقع تھی۔ ظاہر بینوں کو وہ سطح سمندر کی طرح پرسکون نظر آتے۔ گویا کارزار حیات کے ہنگاموں سے انہیں کوئی غرض نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں غناء قلب کے ساتھ ساتھ درد مندی و دلسوزی کی دولت بھی عطا کررکھی تھی۔ رحمت دو عالم ﷺ کی امت کے ساتھ محبت، دردمندی و دلسوزی اور اخلاص بارگاہ ربوبیت میں قبول ہوئی۔

ان کے باطن سے امید کی ایک کرن پھوٹی جس نے ایک زندہ تمنا عطا کرکے ان کے دل کو گرمادیا۔ اس روشنی نے ان کی دعاؤں اور میدان عمل کو ایک نئی جہت عطا کردی اور پھر وہ عرض تمنا کے لئے حرم کعبہ میں حاضر ہوئے اور مقام ملتزم پر غلاف کعبہ کو تھام کر بارگاہ ربوبیت میں ایسے فرزند کی دعا کی جو امت مسلمہ کے حوالے سے ان کے خوابوں کی تعبیر بن سکے۔ اس بارگاہ بے کس پناہ سے کعبہ شریف میں کی گئی دعا کی نوید قبولیت عطا ہوئی اور اس نوید کا نام محمد طاہر تجویز ہوا۔ وہ محمد طاہر آج پورے عالم کے سامنے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے نام سے رحمت دو عالم ﷺ کی نوید کی زندہ تعبیر ہے۔

حضرت فرید ملت ابوالوقت صوفیاء کی جماعت کے فرد فرید تھے۔ بارگاہ رسالتمآب ﷺ سے خوشخبری ملنے کے بعد تو انہوں نے زندگی کا ایک ایک لمحہ اپنے خوابوں کی تعبیر کے لئے وقف کردیا۔ انہوں نے امت مسلمہ کو ایک مسیحا اور جاندار قیادت مہیا کرنے کے لئے اپنے جذب دروں اورعلم و دانش کی تمام تر صلاحیتوں کوصرف کر ڈالا۔

ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ نے ملت اسلامیہ کو ایسی قیادت مہیا کرنے کے لئے اپنی زندگی کے شب و روز جس طرح گزارے وہ ایک الگ ولولہ انگیز اور ایمان افروز داستان ہے۔ فرید ملت کے علم وفضل، بصیرت و دانش، ملت اسلامیہ کے لئے ان کی دردمندی و دلسوزی اور احیائے اسلام کی تحریک کے لئے بے مثال قیادت تیار کرنے جیسے عظیم کارنامہ کی بناء پر انہیں محسن ملت اسلامیہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ نے تفرقہ بازی کے خاتمہ، رواداری اوراتحاد امت کے فروغ کے لئے جس جواں مردی، ہمت اورلگن سے کام کیا وہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔

عرس کی تقریب کا اختتام سجادہ نشین دربار عالیہ محترم صبغت اللہ قادری کی خصوصی دعا سے ہوا۔

❁❁❁❁❁